رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷



رجسٹرڈ ۲۷۱/۳۵۷
لجالبینا ڈاکٹر بشارت

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ
(انہ اوی القریہ)

الحکم

چہ گویم باتو گرآئی چہ در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ؎ (۲) خواص و معاونین سے ؏ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے ؏ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (؏)

فہرست مضامین

ایل نمبر ۷۷
... صاحب اسسٹنٹ سرجن پنڈی گھیب
ضلع راولپنڈی

نمبر ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ جمادی الاوّل ۱۳۲۴ھ یوم شنبہ | جلد ۱۰

تازہ الہامات

(۱) ادعونی استجب لکم۔ ترجمہ۔ مجھ سے دعا مانگ میں قبول کرونگا

(۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ ترجمہ۔ میں فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤنگا۔ شب ماقبل ۸ جون ۱۹۰۶ء میرا لڑکا مُبارک احمد خسرہ کی شدّت عوارض کیوجہ سے سخت تکلیف میں تھا اور شدت خارش سے اپنے بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا اور نیند نہیں آتی تھی اور سخت اضطراب اور گھبراہٹ تھی۔ اُسوقت میں نے اسکے لئے دُعا کی۔ ابھی میں دعا میں مشغول تھا کہ کشفی حالت مجھ پر طاری ہوگئی اور دیکھا کہ مُبارک احمد کے بستر پر چھوٹے چوہوں کی شکل پر بہت سے جانور ہیں اور اسکو کاٹ رہے ہیں تب ایک شخص نے وہ سب جانور بستر پر سے اُٹھا کر ایک چادر میں باندھ دئے اور کہا کہ ان کو پھینک دو۔ پھر کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا آرام میں آگیا اور تکلیف کا نام و نشان نہ رہا اور آرام سے سو گیا۔ فالحمد للّٰہ علی ذالک۔

اطلاع

جناب منشی عبد العزیز صاحب دہلوی مصنف حیرت کی حیرانی دہلی سے آگے کلکتہ کیطرف سفر کریں گے اور اس سفر میں ایک کام کو انہوں نے ابتغاء لوجہ اللّٰہ اختیار کیا ہے یعنی یہ کہ میگزین کے متعلق جابجا اشاعت اور اعانت کی تحریک کرنا سو ایسے احمدی احباب کیخدمت میں جنکے پاس منشی صاحب موصوف پہنچیں التماس ہے کہ وہ انکی ہر طرح سے مدد کریں۔ وہ ایک کافی تعداد اشتہارات کی ساتھ لے گئے ہیں جنکو وہ جابجا تقسیم کرینگے اور اس کے علاوہ اپنے دوستوں سے اعانت میگزین کا چندہ بھی وصول کرینگے اس طرح سے ایک حد تک اس تجویز کی بھی تکمیل ہو جائیگی جو منشی ذوالفقار علی خانصاحب نے کچھ عرصہ ہوا کی تھی کہ اپنے دوستوں میں سے کوئی شخص سفر کر کے جابجا اعانت کے لئے تحریک کر کے چندہ فراہم کرے۔ امید ہے سب دوست اس کار خیر میں بھی حصہ لیں گے۔ اور منشی صاحب موصوف کو بھی مدد دیکر ممنون فرماوینگے۔

الملتمس۔ محمد علی

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت اقدس کی طبیعت اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے تین چار روز سے نماز ظہر و عصر کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں آپ کی خدمت میں ایک پادری صاحب کا خط آیا ہے جو ظاہر کرتے ہیں کہ محض حضور کی تعلیم کے ذریعہ اُنپر عیسوی مذہب کا بطلان ثابت ہو گیا ہے۔

(۲) الحمد للّٰہ۔ اب حقیقۃ الوحی قریب الختم ہے۔

(۳) حضرت مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں روزانہ ہوتا ہے۔

(۴) مدرسہ تعلیم الاسلام بتقریب موسمی تعطیلات ۱۲ جولائی کو اکیس یوم کیواسطے بند کیا جاوے گا۔

گذارش

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ خریداران بکثرت خط وکتابت میں نمبر خریداری نہیں دیتے ہیں جس سے بہت فضول ضائع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا گذارش ہے کہ جملہ خریداران خط وکتابت میں نمبر خریداری جو پتہ کی چٹ پر مطبوعہ یادستی ہوتا ہے۔ ضرور دیا کریں۔

احباب کی ایک تھوڑی سی توجہ سے کلرک کو بہت سہولت ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے احباب آیندہ خط وکتابت میں نمبر خریداری کو یاد کر کے دیا کریں۔ فقط والسلام

مینیجر

کلماتِ طیبات حضرت امام الزمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہہ بدظنی دور کرنے کے لئے ہے کہ جب تک مشاہدہ اور فیہ لم صحیح نکرے نہ دل میں جگہ دے اور نہ ایسی بات زبان پر لائے - یہہ کیسی محکم اور مضبوط بات ہے۔ بہت سے انسان ہیں جو زبان کے ذریعہ پکڑے جائیں گے یہاں دنیا میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمی محض زبان کی وجہ سے پکڑے جاتے ہیں اور انہیں بہت کچھہ ندامت اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

دل میں جو خطرات اور سرسری خیال گذر جاتے ہیں انکے لئے کوئی مواخذہ نہیں مثلاً کسی کے دل میں گذرے کہ فلاں مال مجھے مل جاوے تو اچھا ہے یہہ ایک قسم کا لالچ تو ہے لیکن محض اتنے ہی خیال پر جو طبعی طور پر دل میں آئے اور گذر جاوے کوئی مواخذہ نہیں لیکن جب ایسی خیال کو دل میں جگہ دیتا ہے اور پھر عزم کرتا ہے کہ کسی نہ کسی حیلے سے وہ مال ضرور لینا چاہئے تو پھر یہ گناہ قابل مواخذہ ہے۔ غرض جب دل عزم کر لیتا ہے اور اسکے لئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے تو یہہ گناہ قابل مواخذہ لکھا جاتا ہے - پس یہہ اس قسم کے گناہ ہیں جو بہت ہی کم توجہی کے ساتھہ دیکھے جاتے ہیں اور یہ انسان کی ہلاکت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ بڑے بڑے اور کھلے کھلے گناہوں سے تو اکثر پرہیز کرتے ہیں - بہت سے آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے کبھی خون نہیں کیا یا نقب زنی نہیں کی - یا اور اسی قسم کے بڑے بڑے گناہ نہیں کئے لیکن سوال یہہ ہے کہ وہ لوگ کتنے ہیں؟ جنہوں نے کسی کا گلہ نہیں کیا یا کسی اپنے بھائی کی ہتک کر کے اسکو رنج نہیں پہونچایا - یا جھوٹ بول کر خطا نہیں کی - یا کم از کم دل کے خطرات پر استقلال نہیں کیا؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ایسے لوگ بہت ہی کم ہونگے جو ان باتوں کی رعایت رکھتے ہوں اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہوں - ورنہ کثرت سے ایسے لوگ ملیں گے جو تفریحاً جھوٹ بولتے ہیں اور ہر وقت ان کی مجلسوں میں دوسروں کا شکوہ و شکایت ہوتا رہتا ہے اور وہ طرح طرح سے اپنے کمزور اور ضعیف بھائیوں کو دکھہ دیتے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلا مرحلہ یہہ ہے **کہ انسان تقویٰ اختیار کرے** - میں سر وقت بُرے کاموں کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا - قرآن شریف میں اول سے آخر تک اوامر و نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں - خلاصۃً یہہ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو ہرگز منظور نہیں کہ زمین پر فساد کریں - اللہ تعالیٰ دنیا پر وحدت پھیلانا چاہتا ہے - لیکن جو شخص اپنے بھائی کو رنج پہونچاتا ہے - ظلم اور خیانت کرتا ہے وہ وحدت کا دشمن ہے - جب تک یہ بدخیال دل سے دور نہ ہوں کبھی ممکن نہیں کہ سچی وحدت پھیلے - اسلئے اس مرحلہ کو سب سے اول رکھا - تقوےٰ کیا ہے؟ ہر قسم کی بدی سے اپنے آپ کو بچانا - پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابرار کے لئے پہلا انعام **شربت کافوری** ہے۔ اس شربت کے پینے سے دل بُرے کاموں سے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ اسکے بعد انکے دلوں میں برائیوں اور بدیوں کے لئے تحریک اور جوش پیدا نہیں ہوتا۔

ایک شخص کے دل میں یہ خیال تو آجاتا ہے کہ یہ کام اچھا نہیں یہاں تک کہ چور کے دل میں بھی یہ خیال آہی جاتا ہے مگر جذبۂ دل سے وہ چوری بھی کر ہی لیتا ہے - لیکن جن لوگوں کو شربت کافوری پلا دیا جاتا ہے انکی یہہ حالت ہو جاتی ہے کہ انکے دل میں بدی کی تحریک ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ دل بُرے کاموں سے بیزار اور متنفر ہو جاتا ہے - گناہ کی تمام تحریکوں کے مواد دبا دیئے جاتے ہیں - یہہ بات خدا تعالیٰ کے فضل کے سوا میسر نہیں آتی - جب انسان دعا اور عقد ہمت سے خدا تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتا ہے اور اپنے نفس کو جذبات پر غالب آنے کی سعی کرتا ہے تو پھر یہ سب باتیں فضل الٰہی کو کھینچ لیتی ہیں اور اسے **کافوری جام** پلایا جاتا ہے جو لوگ اس قسم کی تبدیلی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں **زمرۂ ابدال** میں داخل فرماتا ہے - اور یہی تبدیلی ہے جو ابدال کی حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔

یہہ بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے جب اس قسم کی باتوں کو سنتے ہیں تو ان کے دل متاثر ہو جاتے ہیں اور وہ اچھا بھی سمجھتے ہیں لیکن جب اس مجلس سے الگ ہوتے ہیں اور اپنے احباب اور دوستوں سے ملتے ہیں تو پھر وہی رنگ ان میں آجاتا ہے اور سنی ہوئی باتوں کو یکدم بھول جاتے ہیں - اور وہی پہلا طرز عمل اختیار کرتے ہیں - اس سے بچنا چاہئے جن صحبتوں اور مجلسوں میں ایسی باتیں پیدا ہوں ان سے الگ ہو جانا ضروری ہے اور ساتھہ ہی یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ان تمام بُری باتوں کے اجزا کا علم ہو کیونکہ طلب شے کے لئے علم کا ہونا سب سے اول ضروری ہے - جب تک کسی چیز کا علم نہ ہو اسے حاصل کیونکر کر سکتے ہیں؟ قرآن شریف نے بار بار تفصیل دی ہے - پس

بار بار قرآن شریف کو پڑھو

اور تمہیں چاہئے کہ بُرے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو - یہہ تقوے کا پہلا مرحلہ ہوگا - جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاویگا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے - اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہونگی - جب تک انسان **متقی** نہیں بنتا یہ **جام** اسے نہیں دیا جاتا - اور نہ اسکی عبادات اور دعاؤں میں **قبولیت** کا رنگ پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -

انما یتقبل اللہ من المتقین

یعنے بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے - یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے - ان عبادات کی **قبولیت** کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟ سو یاد رکھنا چاہئے کہ جب ہم یہہ کہتے ہیں کہ نماز قبول ہو گئی ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے - کہ نماز کے اور برکات نماز پڑھنے والے میں پیدا ہو گئے ہیں جب تک وہ برکات اور اثرات پیدا نہوں اس وقت تک نری ٹکریں ہی ہیں -

اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا؟ جبکہ اسی مسجد میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا - یا رات کو چوری کر دی - کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل اور حسد کی وجہ سے حملہ کر دیا کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا غرض اس قسم کے عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس **نماز** نے اسکو کیا فائدہ پہونچایا؟ چاہئے تو یہ تھا کہ نماز کے ساتھہ اسکی بدیاں اور وہ برائیاں جن میں وہ مبتلا تھا کم ہو جاتیں - اور **نماز** اسکے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہے - پس پہلی منزل اور مشکل اس انسان کے لئے جو **مومن** بننا چاہتا ہے یہی ہے کہ بُرے کاموں سے پرہیز کرے اسی کا نام **تقوےٰ** ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ تقویٰ اسکا نام نہیں کہ موٹی موٹی بدیوں سے پرہیز کرے بلکہ باریک در باریک بدیوں سے بچتا رہے مثلاً ٹھٹھے اور ہنسی کی مجلسوں میں بیٹھنا یا ایسی مجلسوں میں بیٹھنا جہاں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی ہتک ہو یا اسکے بھائی کی شان پر حملہ ہو رہا ہو - اگرچہ ان کی ہاں میں ہاں بھی نہ ملائی ہو - مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہہ بھی بُرا ہے کہ ایسی باتیں کیوں سنیں؟ یہہ ان لوگوں کا کام ہے جنکے دلوں میں مرض ہے کیونکہ اگر ان کے دل میں بدی کی پوری حس ہوتی تو وہ کیوں ایسا کرتے اور کیوں ان مجلسوں میں جا کر ایسی باتیں سنتے؟ یہہ بھی یاد رکھو کہ ایسی باتیں سننے والا بھی کرنے والا ہی ہوتا ہے - جو لوگ زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں وہ تو صریح مواخذہ کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے ارتکاب گناہ کا کیا ہے لیکن جو چپکے ہو کر بیٹھے رہے ہیں وہ بھی اس گناہ کے خمیازہ کا شکار ہونگے - **اس حصّہ کو بڑی توجہ سے یاد رکھو اور قرآن شریف کو بار بار پڑھکر سوچو!** -

یہہ تو وہ پہلا حصّہ ہے نیکی کا - مگر نیکی اسی پر ختم نہیں بعض لوگ ہندوؤں - عیسائیوں اور دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں جو بعض گناہ نہیں کرتے مثلاً بعض جھوٹ نہیں بولتے کسی کا مال ناحق نہیں کھاتے - قرضہ دبا نہیں لیتے - بلکہ واپس کرتے ہیں - معاملات معاشرت میں بھی پکے ہوتے ہیں - مگر خدا نے فرمایا ہے کہ اتنی ہی بات نہیں جس سے وہ راضی ہو جاوے - بدیوں سے بچنا چاہئے - اور اس کے بالمقابل نیکی کرنی چاہئے - اسکے بغیر مخلصی نہیں جو اسی پر مغرور ہے کہ وہ بدی نہیں کرتا وہ نادان ہے اسلام انسان کو اسی حد تک نہیں پہونچاتا اور چھوڑتا - بلکہ وہ دونو شقیں پوری کرانی چاہتا ہے یعنے بدیوں کو تمام و کمال چھوڑ دو - اور نیکیوں کو پورے اخلاص سے کرو - جبتک یہ دونوں باتیں نہوں نجات نہیں ہو سکتی - مجھے ایک مثال کسی نے بتائی تھی اور وہ صحیح ہے -

کہتے ہیں ایک شخص نے کسی کی دعوت کی اور بڑے تکلف سے اسکی تواضع کی جب وہ کھانے سے فراغت پا چکا تو اس سے نہایت عجز اور انکسار سے میزبان نے کہا کہ میں آپکی شان کے موافق حق دعوت ادا نہیں کر سکا - آپ مجھے معاف فرمائیں - مہمان نے سمجھا کہ گویا اسطرح یہ احسان جتاتا ہے - اسے کہا کہ میں نے بھی آپ کے ساتھہ بڑی نیکی کی ہے - اسے تم یاد نہیں رکھتے - اوس نے کہا وہ کونسی نیکی ہے تو کہا کہ جب تم مہمان داری میں مصروف تھے تو میں تمہارے گھر کو آگ لگا سکتا تھا مگر میں نے کسقدر احسان کیا ہے کہ آگ نہیں لگائی -

یہ بدی کی مثال ہے گویا آگ لگا کر خطرناک نقصان نہیں کیا - بہت سی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بدی نکرنے کا احسان جتاتے ہیں ایسے لوگ حیوانات کی طرح ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر وہی لوگ ہیں جو بدی سے پرہیز کر کے ناز نہیں کرتے بلکہ نیکی کر کے بھی کچھہ نہیں سمجھتے - غرض پہلی حالت تو وہ **کافوری شربت** کی تھی اور دوسرا مرحلہ **زنجبیلی شربت** کا ہے چنانچہ فرمایا

یُسقون فیہا کاسًا کان مزاجہا زنجبیلا

اور ایسے جام انہیں پلائے جاتے ہیں جو زنجبیلی شربت کے ہوتے ہیں -

انسان کو یہہ کبھی خیال نہیں کرنا چاہئے - کہ ایسا مرتبہ حاصل ہونا ناممکن ہے - یہہ سب کچھہ مل سکتا ہے - اور ملتا ہے جن لوگوں نے یہہ مراتب اور مدارج حاصل کئے وہ بھی تو آخر انسان ہی تھے؟

اصل بات یہ ہے کہ جب انسان کے سامنے اس کے جرائم کی ایک لمبی فہرست ہوتی ہے تو وہ اسے دیکھکر گھبرا جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان سے بچنا مشکل ہے - مگر یہ اسکی انسانی کمزوری کا نتیجہ ہے - بہت سے لوگ یورپ میں بھی اس خیال کے موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا فقط اتنا ہی

نشاء ہے کہ انسان سے یہ اقرار کرایا جاوے کہ وہ انکی تعلیم پر عمل کرنے کے ناقابل ہے یا اس پر قادر نہیں ایسے لوگ اللہ تعالے کی قدرت اور طاقت سے محض ناواقف ہیں۔

اور انہوں نے خدا تعالے کی قدرتوں پر غور نہیں کیا اگر وہ خود انسان کی اپنی حالت اور ان انقلابات پر ہی غور کرتے جن کے اندر سے وہ گذرا ہے تو اس قسم کا کلمہ منہ سے نہ نکالتے مگر ان کے علم اور معرفت کی کمزوری نے انہیں ایسا خیال کرنے کا موقع دیا۔

دیکھو انسان پر کسقدر انقلاب آئے ہیں ایک زمانہ انسان پر وہ گذرا ہے کہ وہ صرف نطفہ کی حالت میں تہا۔ اور وہ وہ حالت تہی کہ کچھہ بہی چیز نہ تہا اگر زمین یا کپڑے پر گرتا تو چند منٹ کے اندر خشک ہو جاتا پہر علقہ بنا۔ اس میں ذرا بستگی پیدا ہوئی اسوقت بہی اسکی کچھہ ہستی نہ تہی۔ پہر مضغہ ہوا۔ پہر ایک اور زمانہ آیا کہ جنین کی صورت میں اس میں جان آئی۔ بعد اس کے پیدا ہوا۔ پہر شیر خوار رہے بلوغ تک پہونچا وغیرہ وغیرہ۔

اب غور کرو کہ جس قادر خدا نے انسان کو ایسے ایسے انقلابات میں سے گذار کر انسان بنا دیا ہے اور اب ایسا انسان ہے کہ گویا عقل حیران ہے کہ کیا سے کیا بن گیا۔ ناک منہ اور دوسرے اعضا پر غور کرو۔ کہ خدا تعالے نے ایسے کیا بنایا ہے پہر اندرونی قوائے خمسہ دیئے۔ اور دوسرے قوائے اور طاقتیں اس کو عطا کیں پس جس خدائے قادر نے اس زمانہ سے جو یہہ نطفہ تہا عجیب تصرفات سے انسان بنا دیا کیا اس کے لئے مشکل ہے کہ اسکو ایک حالت میں لے جاوے اور جذبات سے الگ کر دے جو شخص ان باتوں پر غور کرے گا وہ بے اختیار ہو کر کہ اٹھیگا

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اللہ تعالے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جب گنہگار لوگ جہنم میں ڈالے جاویں گے تو اللہ تعالے فرمائیگا کہ تمہارا ایک ہی گناہ بہت بڑا ہے کہ تم نے خدا پر بدظنی کی۔ اگر بدظنی نہ کرتے تو کامل اور مومن بن کر آتے حقیقت میں یہہ بہت بڑا گناہ ہے جو انسان اللہ تعالے پر بدظن ہو جاوے۔ باقی جسقدر گناہ ہیں وہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں اگر اللہ تعالے کو حقیقی رازق یقین کرے تو پہر چوری۔ بد دیانتی اور فریب سے لوگوں کا مال کیوں مارے؟ افسوس نادان انسان سمجہتا ہے۔

ئے جہاں مٹھا اگلا کس نے ڈٹھا

یہہ بہی خدا تعالے پر بدظنی ہے اگر اسے **صادق** یقین کرتے تو یہہ نہ کہتے بلکہ یہہ کہتے کہ

دنیا روزے چند آخر کار با خداوند

دنیا کو چند روزہ یقین کر کے اسکی عمارتوں اور آسائشو ں اور ہر قسم کی دولتوں سے دل نہ لگاتے بلکہ ہر وقت موت کے فکر میں لرزاں ترساں رہ کر عاقبت کا خیال کرتے۔ اور اسکا بندوبست کرتے کہ آخر مر کر اللہ تعالے کے حضور جانا ہے مگر اب تو یہ حالت ہے کہ عام طور پر ایک غفلت چھائی ہوئی ہے اور لوگ اس طرح پر مصروف اور دل دادہ دنیا ہیں گویا انہوں نے کبہی یہاں سے جانا ہی نہیں اور موت کوئی چیز ہی نہیں یا کم از کم اسکا اثر انپر کچھہ ہی ہونیوالا نہیں یہہ بدخیالی یہہ غفلت اور خود رفتگی کیوں پیدا ہوئی ہے؟ اسکی جڑ بہی وہی خدا پر بدظنی ہے اسکو **صادق** یقین نہیں کیا۔ انسان کی عادت ہے کہ جس کام پر اسکی آنکھہ کہل جاوے اور کسی امر کو یہہ اپنے لئے مفید سمجہہ لے وہی کرتا ہے۔ ایک تاجر کو معلوم ہو جاوے کہ فلاں ملک میں اگر اس کا مال جاوے تو اسے اسقدر فائدہ ہوگا تو ضرور اپنا مال وہیں لے جائیگا ایسا ہی ایک زمیندار اور دوسرے اہل حرفہ کرتے ہیں۔

اسیطرح پر اگر انسان کی آنکہ کہل جاوے اور عاقبت کا فکر اسے دامنگیر ہو۔ اور وہ ایک یقین اپنے اندر پیدا کرے کہ خدا تعالے کے حضور جوابدہ ہونا ہے تو اسکی اصلاح ہو سکتی ہے اللہ تعالے نے قرآن شریف میں ظاہر فرمایا ہے کہ اگر مجھہ پر نیک ظن ہوتا تو مشکل کیا تہا کیا پانچ وقت نماز پڑہنا مشکل تہا؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالے کا خوف جب غالب ہو تو آدمی کیسا ہی مصروف ہو اسے چہوڑ کر بہی ادا کر سکتا ہے اسوقت ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ایک کام میں مصروف ہیں لیکن اگر خدانخواستہ اسوقت زلزلہ آجاوے تو کیا ہم میں سے کوئی یہاں رہ سکتا ہے؟ سب کے سب بہاگ جاویں۔ یہانتک کہ مریض اور ضعیف بہی دوڑ پڑیں۔ اصل بات یہہ ہے کہ خوف کے ساتھہ ایک قوت آتی ہے اگر خدا تعالے پر بدظنی نہ ہوتی تو طاقت آجاتی اور اسکے احکام کی تعمیل کے لئے ایک جوش اور اضطراب پیدا ہو جاتا۔

غرض

بدظنی تمام برائیوں کی جڑ ہے جو نیک ظنی سے خدا تعالے کی کتاب پر ایمان لاویں تو سب کچھہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالے کی قدرتوں پر ایمان ہو تو پہر کیا ہے جو نہیں ہو سکتا۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گناہ کیونکر چہوٹ سکتا ہے یہہ باتیں اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جو اللہ تعالے کی قدرتوں اور طاقتوں پر کامل ایمان نہیں ہوتا۔ چونکہ اس کوچہ سے نامحرم ہوتے ہیں اسلئے ایسے اوہام طبیعت میں پیدا ہوتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جسنے نطفہ سے **انسان** کو بنا دیا ہے وہ اس انسان کو ہر قسم کے پاک تغیرات کی توفیق عطا کر سکتا ہے اور کرتا ہے ہاں ضرورت ہے۔

طلبگار دل کی

میں پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ انسان کا اتنا ہی کمال نہیں ہے کہ بدیاں چہوڑ دے۔ کیونکہ اس میں اور بہی شریک ہیں یہانتک کہ حیوانات بہی بعض امور میں شریک ہو سکتے ہیں۔ بلکہ انسان کامل نیک تب ہی ہوتا ہے کہ نہ صرف بدیوں کو ترک کرے بلکہ اس کے ساتھہ نیکیوں کو بہی کامل درجہ تک پہونچاوے پس جب ترک شر کرتا ہے تو اللہ تعالے اسے

کافوری شربت

پلاتا ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ وہ **جوش** اور تحریکیں جو بدی کے لئے پیدا ہوتی تہیں سرد ہو جاتی ہیں اور بدی کے مواد دب جاتے ہیں۔ اسکے بعد اسکو دوسرا شربت پلایا جاتا ہے جو قرآن کریم کی اصطلاح میں **شربت زنجبیلی** ہے۔ جیساکہ فرمایا۔

يُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا

زنجبیل مرکب ہے زنا اور جبل سے زنا الجبل کے یہہ معنے ہیں کہ ایسی حرارت اور گرمی پیدا ہو جاوے کہ پہاڑ پر چڑہ جاوے۔ زنجبیل میں حرارت غریزی رکہی گئی ہے اور اسکے ساتھہ انسان کی حرارت غریزی کو فائدہ پہونچتا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ بڑے بڑے کام جو میری راہ میں کئے جاتے ہیں جیسے صحابہ نے کئے یہانتک کہ انہوں نے اپنی جانوں سے دریغ نہیں کیا۔ خدا کی راہ میں سر کٹوا دینا آسان امر نہیں ہے جسکے بچے چہوٹے چہوٹے اور بیوی جوان ہو۔ جب تک ادنی خاص گرمی اسکی روح میں پیدا نہ ہو کبہ تک انہیں یتیم اور بیوہ چہوڑ کر سر کٹوا لے۔ میں صحابہ سے بڑھ کر کوئی نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اعلے درجہ کی **قوت قدسی** اور تزکیہ نفس کی طاقت کا ہے اور صحابہ کا نمونہ اعلے درجہ کی تبدیلی اور فرمانبرداری کا ہے پس ایسی طاقت اور یہہ قوت ایسی **زنجبیلی شربت** کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حقیقت میں کافوری شربت کے بعد طاقت اور نشو و نما دینے کے لئے اس **زنجبیلی شربت** کی ضرورت ہی تہی۔ اولیاء اور ابدال۔ جو خدا تعالے کی راہ میں سرگرمی اور جوش دکہاتے ہیں اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ **زنجبیلی جام** پیتے رہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب دعوے کیا تو غور کرو کس قدر مخالفت کا بازار گرم تہا ایک طرف مشرک تہے دوسری طرف عیسائی بے حد جوش دکہا رہے تہے جنہوں نے ایک عاجز انسان کو خدا بنا رکہا تہا۔ اور ایک طرف یہودی سیاہ دل تہے یہہ بہی اندر ہی اندر ریشہ دوانیاں کرتے اور مخالفوں کو اکساتے اور ابہارتے تہے۔ غرض جس طرف دیکہو مخالف ہی مخالف نظر آتے تہے۔ قوم دشمن۔ پرائے دشمن جدہر نظر اٹہاؤ دشمن ہی دشمن تہے۔ ایسی حالت اور صورت میں وہ **زنجبیلی شربت** ہی تہا جو آپ کو اپنے **پیغام رسالت** کی تبلیغ کے لئے آگے ہی آگے لئے جاتا تہا۔ کسی قسم کی مخالفت کا ڈر آپ کو باقی نہ رہا تہا۔ اس راہ میں مرنا سہل اور آسان معلوم ہوتا تہا۔ چنانچہ صحابہ اگر موت کو اس راہ میں آسان اور آرام دہ چیز سمجہہ لیتے تو کیوں جانیں دیتے؟ میں سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہہ شربت نہیں پیتا ایمان کا ٹہکانا نہیں۔ منصوری میں ایک شخص قادر بخش تہا بڑا موحد کہلاتا تہا۔ گورنمنٹ کی اسوقت اس فرقہ پر ذرا نظر تہی۔ ڈپٹی کمشنر نے اسکو ذرا دہمکایا۔ اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ گہر آکر اسنے رنڈیوں کا ناچ کرا دیا اور اپنے تمام طریق بدل دیئے۔ اس غرض سے کہ تا ظاہر ہو جاوے کہ میں اس فرقہ سے الگ ہوں اب بتاؤ کہ ایسا ایمان کیا کام دے سکتا ہے؟ وہ انسان ہی کچھہ انسان ہوتا ہے جو خدا سے انسان کو مقدم کر لیتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اسکا ایمان ایک کوڑی قیمت نہیں رکہتا۔ یہی وجہ ہے جو ایمان کے برکات اور ثمرات نہیں ملتے بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزہ کی وجہ سے برکات حاصل نہیں ہوتے۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ نماز روزہ کے برکات اور ثمرات ملتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں ملتے ہیں۔ لیکن نماز روزہ اور دوسری عبادات کو اس مقام اور جگہ تک پہونچانا چاہیئے جہاں وہ برکات دیتے ہیں۔ صحابہ کا سا رنگ پیدا کرو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کرو۔ پہر معلوم ہوگا کہ کیا کیا برکات ملتے ہیں۔ میں صاف صاف کہتا ہوں کہ صحابہ میں ایسا ایمان تہا جو تم میں نہیں۔ انہوں نے خدا کے لئے اپنا فیصلہ کر لیا تہا۔ ایسے لوگ **قبل از موت مرجاتے ہیں۔ اور قبل اسکے کہ قربانی دیں وہ سمجہتے ہیں کہ دے چکے**۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا درجہ نماز۔ روزہ صدقات اور خیرات کی وجہ سے ہے؟ نہیں بلکہ اس چیز کے ساتھہ اسکا درجہ بڑہا ہے جو اس کے **دل میں ہے**۔ حقیقت میں وہی بات ہے جو ان اعمال کا بہی موجب اور باعث ہوتی ہے جسقدر لوگ اہل اللہ گذرے ہیں انکے مدارج ترقی ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہیں۔ ان اعمال میں تو اور بہی شریک ہیں مسجدیں بہری پڑی ہیں۔ (باقی آیندہ)

خط

بخدمت ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم براہ مہربانی مضمون ذیل درج اخبار فرما کر ممنون فرماویں۔ ۵ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ شب شنبہ کو ایک عجیب واقعہ گذرا جسکو بہت ایک مقام پر چند لوگوں نے دیکہکر ایک مولوی صاحب کو بہی بتلایا ماسوا ریلوے سٹیشن کے ایک ہندو کانسٹبل اور شہر کے باہر ایک ہندو وغیرہ اور اطراف کے چند لوگوں نے بہی اسکو دیکہا جسکے لئے گواہ گذر چکے ہیں۔ مولانا شبلی کو رالصدیں تخمیناً سوا دس کے قریب جب چاند بہی غروب کے قریب تہا یکایک چاند دو ٹکڑے ہوا اور ایک ٹکڑا زیادہ بڑا بہ شکل تشتری کے سوا [illegible]

روزگار اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجہ جنوں
دیگا تمام عقل کے بخیئے اُدھیڑ تو

منشی سراج الدین احمد صاحب کو یہہ مرض ہے کہ وہ اخبار جاری کر کے بند کیا کرتے ہیں اور پھر نئے قالب اور نئے نام سے ہمیشہ جاری کرتے رہتے ہیں اور ایسے اخبار کے ہر دوسرے جنم میں انکی غرض و غایت اشاعت اسلام ہی ہوا کرتی ہے۔ جسکا مفہوم دوسرے الفاظ میں یہہ ہوا کرتا ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کریں۔ چنانچہ ہمدرد گزٹ کے بعد جب سیالکوٹ سے انہوں نے محمڈن نیشنل میگزین جاری کیا اسوقت بھی یہی وطیرہ اختیار کیا تھا اور اب چودھویں صدی کے بعد جب **روزگار** شروع کیا تو پھر وہی رنگ پکڑا۔

اگر روزگار کی غرض روزگار نہیں تو منشی سراج الدین صاحب کو اشاعت اسلام کا نام لینے سے پہلے **اسلام** اور اسکی **حقیقت** سے پوری آگاہی حاصل کر لینی چاہئے تہی مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہوکر جو کام کر رہے ہیں وہ اشاعت اسلام کا کام نہیں۔

ہاں اشاعت اسلام کا مفہوم انکی سمجھ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام کی بے جا مخالفت کرنا ہے تو میں تسلیم کرتا ہوں کہ وہ اسے پورا کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۲۴ - جون ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں انہوں نے صاحبزادہ بشیر احمد صاحب کی شادی پر اعتراض کیا ہے۔ اعتراض کی نوعیت اور اہمیت سے آگاہ کرنے کے لئے میں انکے نوٹ کو بجنسہ درج کرتا ہوں۔ اور مجھے ایسی ہی امید منشی سراج الدین صاحب سے رکھنی چاہئے کہ وہ میرے جواب کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرینگے۔ (وہ یہہ ہے)

ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب نے مرزا غلام احمد صاحب کی جماعت سے علیحدہ ہونیکی وجوہات پر جو تقریر لاہور میں کی ہے اسکی بہت ہی مختصر رپورٹ پیسہ اخبار کے رپورٹر نے لکھی ہے۔ ہم کو امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف اس مضمون کو بہت تفصیل سے بیان کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے اور ان کی ننگی تلواروں سے جو ان پر کھینچی گئی ہیں ڈر نہیں جائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر میں اس امر کا بھی ذکر کیا ہے کہ قادیان میں **جو چندہ مریدان مرزا صاحب نے مختلف مدات میں بھیجا ہے اس کا کوئی حساب نہیں کہا گیا**۔ ہم اس کے متعلق ایک واقعہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا مرزا صاحب کے ایک فرزند [illegible] کی شادی [illegible] ہوئے [illegible] کی لڑکی سے ہوا [illegible] بہت [illegible] [illegible] کے شروع [illegible] [illegible] زیورات اور پارچہ جات [illegible] کو [illegible] [illegible] مرزا صاحب [illegible] [illegible] زیورات اور پارچہ جات [illegible] گئے وہ [illegible] اور [illegible] [illegible] ایک قسم کا [illegible] [illegible] [illegible] جوڑے [illegible] جو تی جب [illegible] اعتراض ہوا [illegible] نہیں ہے [illegible] موتیوں کی جہالریں لگی ہوئی تہیں اور دوسرے پارچہ جات [illegible] قیمت بھی اسی حیثیت کی تہی اور کل سامان [illegible] پانچ چھہ ہزار سے کم کا نہ ہوگا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی جماعت میں صرف پیشوائے دین ہی نہیں ہیں۔ بلکہ **اپنی جماعت کے درمیان امور اور رسوم دنیوی** میں بھی ایک عمدہ تمثیل قایم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **برات کے ممبروں نے ریزرو گاڑیوں میں سفر کیا اور جو کچھ ہوا ایک بڑے امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ ہوا**۔ یہ تمام روپیہ جو زیورات وغیرہ میں صرف کیا گیا یہہ کہاں سے آیا؟ اسکا جواب ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب دینگے کیونکہ ضرور ہے کہ وہ مرزا صاحب کے وسائل آمدنی سے واقف ہوں۔

مرزا صاحب سید احمد خاں کو دنیا دار اور کافر و مرتد بتاتے ہیں لیکن وہ دنیا دار کافر اس قسم کا تہا کہ باوجود اس کے کہ مستقل ذاتی آمدنی ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کی رکہتا تہا مرنے کے بعد ایک دوست نے اپنی گرہ سے کفن خرید کر اس کے برہنہ جسم کو ڈہانکا۔ اس کے مقابلہ میں یہ ایک دیندار مسلمان ہی ہے۔ جو سونے اور چاندی کے ساتھ کہیل رہا ہے جسکی مستورات سونے چاندی سے اس حد تک لدی ہوئی ہیں کہ ان کے پاؤں میں بھی سونے کی پازیبیں ہیں۔ جن وسائل سے یہ روپیہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کے قیاس اور دریافت کرنے کی نسبت بھی کوئی غلطی نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب نے جو گر سیکہا اور سمجہا ہے۔ اور جس پر ان کا عمل ہے وہ وہی ہے۔ جو جناب حالی نے موزوں کر دیا ہوا ہے۔ ؎

انساں کو چاہئے کہ وہ ابلہ فریب ہو
دُنیا پہ جب تلک کہ مُسلط ہے ابلہی

اس نوٹ میں منشی صاحب نے اس امر کو نہایت کراہت کی نظر سے دیکہا ہے کہ اس تقریب پر کیوں حضرت مسیح موعودؑ یا مولوی غلام حسن صاحب نے قیمتی زیورات یا پارچات دیئے۔

اگرچہ اس میں بہت کچھہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے لیکن میں اسکو امر واقعی تسلیم کر لینے کے بعد یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ [illegible] قابل بحث یہہ امر ٹھیرتا ہے کہ

کیا امارت نبوت یا خدا شناسی کے منافی ہے

یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ کیا یہہ ضروری ہے کہ ایک شخص جو خدا تعالے سے اسقدر تعلق رکہتا ہو کہ وہ اس کے پاک کلام سے مشرف ہو اور نوع انسان کی روحانی بہلائی کے لئے مبعوث اور مامور ہو لیکے ٹکڑوں کا محتاج ہو۔ منشی سراج الدین صاحب کا نوٹ انکا یہی مذہب ظاہر کرتا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی کہلائے تو اسکے لئے لازمی امر ہے کہ وہ خانہ بدوش ہو اسکے گہر کا یہہ حال ہو کہ اس کے گہڑے میں پانی ہو نہ چولہے میں آگ۔ اور پوری ذلت و نکبت کا نمونہ ہو (معاذ اللہ) ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج ہو اور دلق مرقعہ سے ملبوس ہو۔ مختصر یہہ کہ تمام نحوستیں معاذ اللہ اس میں جمع ہوں۔

پس اگر روزگار کے ایڈیٹر صاحب کی رائے میں ایسا آدمی صاحب الہام و وحی ہونا چاہئے اور اگر مامور و مصلح قوم کی حالت دنیوی حیثیت سے بہت ہی گری ہوئی ہو تو بے شک میں مان لینے کو تیار ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ میں یہہ نشان نہیں۔ خدا تعالے نے کبھی اپنے مامور ایسا نہیں بنایا کہ اس کے محبوب اور وفادار بندے دنیا میں ذلیل ہوں بلکہ وہ دنیا میں خدا تعالے کے تعلقات صافیہ کے نتائج اور ثمرات کا ایک نمونہ ہوتے ہیں۔ ایک **مامور من اللہ** جو لوگوں کو اس امر کی دعوت کرتا ہے کہ خدا تعالے سے تعلق پیدا کرو۔ اور ان تعلقات میں **اخلاص** ہونا چاہئے تو تم پر فضل کیا جاوے گا اور تمہیں الٰہیہ برکات اور فضل ملیں گے اگر یہہ باتیں خود اسکی ذات پر وارد نہیں وہ اللہ تعالے کے انعامات اور برکات کا کوئی نمونہ نہیں دکہا سکتا تو وہ کونسی بات ہے جو دوسرے لوگوں کے لئے کشش کا موجب ہوگی؟

مجھے افسوس اور سخت افسوس ہے کہ یہہ لوگ جو بجائے خود **ریفارمر** بنتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں یہہ ایسی باتیں کیوں کہتے ہیں جن سے اسلام کی ہتک ہو۔ اور قرآن کریم کی مخالفت !!!

میں نے قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ میں اس معاملہ پر غور کیا ہے۔ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حالات پر نظر کی ہے۔ اور میں دیکہتا ہوں کہ **روزگار کے ایڈیٹر** کا اعتراض ایسا بودا اور بیہودہ ہے جو منہاج نبوت کے معیار پر پورا نہیں اُتر سکتا۔

قرآن مجید عام طور پر متقیوں کے لئے فرماتا ہے **ویرزقہ من حیث لا یحتسب** - یعنی متقی کو ایسے طور پر رزق دیا جاتا ہے اور ایسی جگہ سے دیا جاتا ہے کہ اسکو وہم و گمان بہی نہیں ہو سکتا پس جبکہ عام متقی کے لئے اللہ تعالے کی یہہ خصوصیت اور سنت ہے تو وہ لوگ جو مظہر اللہ ہوتے ہیں اور جن کے حالات میں شمائل الٰہیہ کے تقاضاؤں کو ہم مطالعہ کرتے ہیں کیا انکے حسب حال یہی امر ہو سکتا ہے کہ وہ بہوکے مریں اور ٹکڑے مانگیں؟

اے ناخدا ترس انسان! خدا تعالے کی تجہے اسی قدر معرفت اور اسکے صفات کا اسی قدر علم ہے؟

کیا تیرے پیمانہ اور ماپ سے وہ خدا کے راستباز بندے جو مرزا غلام احمد (ایدہ اللہ بنصرہ) سے پہلے ہو گذرے ہیں پورے راستباز ثابت ہو سکتے ہیں؟ کیا یہہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ دربدر بہیک مانگا کرتے تہے یا وہ سلاطین عہد سے بہی بڑھ کر آسائش اور راحت اور عزت رکہتے تہے؟

پہر قرآن کریم کے ایک دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے۔ **ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لھم مغفرۃ ورزق کریم**۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالے کو مانتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کیواسطے **مغفرۃ** اور **معزز رزق** ہے۔

مغفرۃ کا لفظ قرآن کریم میں جن اعلیٰ درجہ کے مقدم اور وسیع معنوں میں آیا ہے اسکی تشریح کے لئے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں جس لفظ پر میں اپنے ناظرین کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ **رزق کریم** ہے۔ ایڈیٹر صاحب **روزگار** اس لفظ کی تفسیر تو کریں کہ اس سے کیا مراد ہے؟ اور کیا وہ لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور اصلاح خلق کے لئے آتے ہیں بدرجہ اولےٰ اس امر کے مستحق نہیں ہیں کہ انہیں **رزق کریم** عطا ہو؟

میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ کوئی دانشمند مسلمان اس سے انکار نہ کریگا۔ کہ سب سے اول رزق کریم کے وارث اور حقدار خدا کے مرسلین و مامورین ہیں۔

اور پہر قرآن مجید فرماتا ہے **اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور** اللہ تعالےٰ مومنوں کا **ولی** ہے انکو ہر قسم کی تاریکیوں سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ہر قسم کی ذلت اور رسوائی نیز حالی کا نام ایڈیٹر **روزگار** کی اصطلاح میں **نور** ہے تو امر دیگر ہے ورنہ **نور** اگر متمیز کرتا ہے تو کچھ شک نہیں خدا تعالے کے برگزیدہ بندے ہر پہلو سے متمیز ہوتے ہیں۔

پہر اگر اس زمانہ میں اللہ تعالے اپنے کسی **اتقی** بندے کو مامور کرے اور اسپر ہر قسم کے فضل کرے تو اسے اعتراض کی نظر سے دیکہا جاتا ہے۔ شاید اسلئے کہ کہیں قرآن کریم کی سچائی کا زندہ ثبوت قائم نہ رہ جاوے؟

افسوس!

... نظر بیاہ کی شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کرنا ہے۔ کاش نا عاقبت اندیش معترض اسکے محاسن پر غور کرتا۔

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تھی۔ اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں۔ جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم ورواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکھ کر پوچھ لیں۔ مگر یہاں وہ ساری رسمیں المفقود ہیں۔ یہانتک کہ خود حضرت اقدس بھی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تھی۔ برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تھے اور یا دو چار بچے ساتھ تھے۔ زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق۔ بلکہ یہ تو عورت کی گم شدہ عزّت کو پھر قایم کرنا ہے عورت کے ساتھ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا بُرا کیا؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر جہاں رنڈیوں کا ناچ۔ زر آتشبازی۔ امرد و نوشی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے؟ یہ صورت تو ایسی تھی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تھا۔ مگر بات یہ ہے۔

بہ چشم عداوت بزرگتر عیبست!

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر وکسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالبًا روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت بُرا ہوا ہوگا۔

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بھی اور اپنے گھر میں بھی ہدایت کرتے ہونگے کہ پھٹے سے پھٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پھرتی نظر آئیں۔ اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے۔ وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکھیں؟ اور پھر اپنے اعتراض کا وزن کریں۔ آخر وہ بھی تو مسلمان ہیں؟ کچھ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکھائیں ورنہ اس سے ڈریں۔

کبر مقتًا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیادار کافر **سید مرحوم** کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکھاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے۔ اگر وہ ڈیڑھ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکھتے ہوئے بھی آخر کفن سے بے بہرہ نکلے تو پھر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے۔

کیا ان کو اپنے گھر سے کفن نہ ملنا ناداری کیوجہ سے تھا یا اسکا باعث بخل اور تھا؟ ذرا سوچکر جواب دینا۔

اور اگر بہرحال ناداری اور قلاشی ہی اسکا موجب تھا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بناپر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتھ اللہ تعالے کی یہ سنّت نہیں۔

سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشے میں سرشار رہکر آپ کو گھر سے نکالدے اور آخر آپ بھی کسی دوست کے گھر پر وفات پائیں۔ اور گھر سے کفن نصیب نہو۔

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولے آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے۔ خدا کے مامور ومرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بھی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکھو کہ **مسجد نبوی کی کیا شان ہے؟** پھر آپ کے نزدیک تو یہ بھی فضول خرچی اور اسراف ہوگا؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چھاپنے کیلئے گنجایش نکالی جاوے۔ الحکم کی غرض وغایت اپنی قوم کو نفع پہنچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہرحال مستورات بھی داخل ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی الحکم نے کبھی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا۔ اور اگر یہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبھ نہ سکا۔ تو اس لئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہرحال میں ہروقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چھاپنے کو آمادہ ہوں۔ ایڈیٹر۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہٗ۔

السلام علیکم

مضمین ذیل جلدی درج اخبار فرما کے ممنون فرمائیے

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر جو عورتیں بیعت کرتی تھیں وہ ان باتوں کے نکرنے کا خداوند تعالے سے پکا عہد باندھتیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ملائینگی نہ چوری کرینگی نہ زنا! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کرینگی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائینگی۔ نہ نیک کاموں میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کرینگی۔ اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں انکی بیعت سے مشرف ہوگئی ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدوں پر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے۔

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجھنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بھی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچھ انتظام ہے۔ بعض **نادان** لوگوں نے ایسا ہی سمجھا ہے جبھی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبروں پر متنہ ماتھا رگڑتے ہیں۔ فرقان حمید میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں **رزق** دیتا ہے۔ پھر تمہیں مارتا ہے اور پھر زندہ کریگا! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کرسکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شرک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم۔ گویا یہ چار کام محض اللہ تعالے سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا **پیدا کرنا۔ مارنا جلانا** اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ عیسی علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تھے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اُڑتے یا اپنی نسل بڑھاتے تھے یا یہ **اعتقاد** رکھے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بھی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکھتا ہے یا مردہ زندہ کرسکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے اللہ تعالے نہیں بخشتا یہ گناہ! کہ شرک کیا جائے ساتھ اسکے۔ آریہ کہتے ہیں کہ **روح اور مادہ** خداتعالی کا پیدا کیا ہوا نہیں" اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بھی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹھہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خداتعالے بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے کانوں کے سنتا ہے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کرسکتا۔ ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنالیتا ہے اور خدا میں فرق بھی کچھ ہونا چاہیئے یا نہیں! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا۔ اور ان سے عبادت کرنے کا کیا حق ہے! عیسائی کہتے ہیں کہ **باپ۔ بیٹا۔ روح القدس** تین سے خدا پھر تینوں ملکر ایک کے تین کچھ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں قرآن شریف میں بھی **رب العالمین** آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بھی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکھا ہے پھر دیکھو کہ انجیل میں صاف لکھا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔ باوجودیکہ ایسی آیتوں کے پولوسی خیالات کے تابع ہیں اگر **مسیح** خدا تھے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ **اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا**"

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں **ایاک نعبد وایاک نستعین** تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بھی سمجھیں تو مشرک ٹھہریں یہی خیال یہودیوں کا تھا کہ خدا کے کلام کو چھوڑ کر اپنے ملانوں اور پیروں جنہیں (احبار ورہبان کہتے تھے) کے ہاتھوں پر بک چکے تھے جو وہ کہتے وہی بجالاتے خواہ فرمودۂ آلہی کے خلاف ہی کیوں نہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ "پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بھی دیکھا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سنائے احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چھوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو بھی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی۔ ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو بجائے خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی وسیلہ سے ہی پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرمایا ہے کہ نہ بناؤ اللہ کیلئے مثالیں؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں ہر کسی سے بھی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجھ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بھی نہیں بلکہ قبر میں ہے بجائیکہ ہماری آواز ایک میل تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اور پھر اسکو جسکے اختیار میں کچھ بھی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا تو پھر اور کسی کو کیا حق پہنچا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر۔ اگر تو پکارے تو تو بڑے ظالموں سے ہے۔ اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی **نذر** بھی مان لیتی ہیں اسکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بھی حرام ہے۔ ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور وہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پیر کی دمڑی دونگی جو یہ کام ہو گیا یا فلاں کا توشہ پکاؤنگی۔ اگرچہ خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جائز ہے۔ غرض ان سب باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ پھر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس میں گھر کی تمام اشیا مذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچھ ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکھے کہ غیر کا خیال تک دل میں آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچھی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندھنا چاہیئے بعض بہنوں میں

یہہ چند مقامات جو قرآن کریم کے میں نے پیش کئے ہیں عمومیت کا رنگ ہے۔ اب ضروری معلوم ہوتا ہے انبیاء و رسل اور ماموریں سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے ہیں۔ اور ان پر جو جو فضل ہوتے ہیں انکا بھی ذکر کیا جاوے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایھا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحًا انی بما تعملون علیم

یعنی اسے رسولو! پاکیزہ چیزیں کہاؤ۔ اور نیک کام کرو جو کچھ تم کرتے ہو میں جانتا ہوں

یہہ آیت جو قرآن مجید کی سورہ مومنوں کے تیسرے رکوع کے شروع میں واقع ہے انبیاء و رسل کی حالت کا آئینہ ہے۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ گروہ مرسلین کو اللہ کریم نے خطاب کرکے حکم دیا ہے کہ پاکیزہ چیزیں کہاؤ۔ یہاں حلالاً طیبًا نہیں فرمایا اس میں ستر یہ ہے کہ یہہ مقدس گروہ حرام کہا سکتا ہی نہیں یہہ احتمال ہی ان کی نسبت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی شخص حرام خوری کا الزام لگائے تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتا ہے اور طیبات کا کہانا انکو حکم آلہی ہے۔ پس ایسی صورت میں ایک نادان معترض جو قرآن کریم سے محض ناواقف اور نابلد ہے۔ وہ ایک ماموں کے خورد و نوش پر بھی اعتراض کرتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خورد و نوش پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور ہمارا پرانا مرتد مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خان باوجود مفسر قرآن کریم کا مدعی ہونے کے اس آیت سے ناواقف ہے۔ اسی آیت میں ایک اور حصہ انی بما تعملون علیم بھی نہایت ہی قابل غور ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی طرز زندگی ایسی واقع ہوسکتی ہے جو دوسرے لوگ ایسے اعتراض یا مخالفت کی نظر سے دیکھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا انی بما تعملون علیم بتاتا ہے کہ ان کے اعمال افعال انکے حرکات و سکنات اسی اشارہ و اذن آلہی کے ماتحت ہیں جو اعملوا صالحًا میں ہے۔

اسلئے یہہ گویا تسلی اور اطمینان ہے اس پاک گروہ کو کہ مخالفین کی مخالفت اور اعتراض سے گبہرانا نہیں چاہئے۔ میں جو علیم ہوں تمہارے اعمال کا۔ اس سارے رکوع کو ناظرین پڑہیں اور اسپر غور کریں تو انہیں عجیب عجیب نکات معلوم ہونگے۔

پہر میں انبیاء علیہم السلام میں سے مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک دعا جو قرآن کریم میں مرقوم ہے درج کرتا ہوں جو پارہ ۲۳ سورہ ص رکوع میں یوں آئی ہے

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

یعنے اس نے کہا کہ اے میرے رب مجھے بخش اور مجھے ایسی وسیع سلطنت عطا فرما کہ میرے پیچھے کسی اور کو سزاوار نہو بے شک تو بڑا فیاض ہے۔ اس دعا کے بعد اسکی قبولیت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور آخر فرمایا

ھٰذا عطآؤنا فامنن او امسک بغیر حساب

یعنی یہ ہماری عطا ہے پس تم جس پر چاہو احسان کر دیا اس بے حساب مال و دولت کو روک رکھو۔

اب غور کی جا ہے کہ حضرت سلیمان نے اس قدر مال و دولت پایا اور اسکے جمع رکھنے کا بھی اختیار اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا۔ کیا وہ مال و دولت اور وہ ملک و سلطنت انکی [illegible] اور [illegible] کسی قسم کی [illegible] اور روک نہی؟ اور پہر [illegible]

اس کا جواب خود قرآن مجید ہی نے دیا ہے

وان لہ عندنا لزلفٰی وحسن مآب

اور بے شک یقینًا ہمارے ہاں سلیمان کے لئے قرب اور عمدہ جگہ ہے۔ اگر نفس مال و دولت برا ہوتا تو پہر سلیمان کو یہہ مال و متاع کیوں دیا جاتا۔

اور توریت کے مطالعہ سے تو اور بھی اسکی تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ پہر کل قرآن مجید کو پڑہ جاؤ کسی نبی یا رسول کے ذکر میں یہ نہیں آئیگا کہ [illegible] یا اور نبوی مشکلات [illegible] دار ہوں نے انکی مخالفت کی اور انہیں سخت مشکلات میں ڈالا لیکن آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ان مشکلات سے صحیح سلامت نکال کر دکھا دیا کہ [illegible] کے ساتھ کام کرتا ہوا دکہائی دے۔ پہر قرآن مجید کا ایک اور مقام قابل غور ہے۔

وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین [illegible]

کہدو بے شک ہر قسم کی عزتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہیں جب اس قسم کی صریح آیات قرآن مجید میں موجود ہیں تو پہر اسپر اعتراض کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا کن لوگوں کا کام ہے۔

غرض

سب سے اول یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ دولت و ثروت کا ہونا نبوت یا رسالت کے لئے منافی نہیں۔ اور میں نے اسکو قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ثابت کیا ہے اسکے بعد اس سوال کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے اور وہ یہہ ہے۔

کہ کیا عام طور پر مریدین و متبعین اپنے امام اور مرشد کو نذرانے دیتے ہیں یا نہیں؟

میرا خیال نہیں یقین ہے کہ کوئی شخص بھی اس امر کا انکار نہیں کر سکتا کہ یہ طریق چلا آتا ہے ہر قوم اور ہر فرقہ میں یہہ دستور موجود ہے کہ ارادتمند مرید اپنے مرشد و آقا کو نذرانے دیتے ہیں اور اولیا اور صلحا میں یہ طریق ہمیشہ مروج رہا ہے۔

اگر کسی کو شبہ ہو تو موجودہ زمانہ میں ہی دیکھ لو کہ جسقدر گدیاں اور گدی نشین اور سجادہ نشین ہیں کیا وہ اپنے عقیدت مندوں سے نذرانے نہیں لیتے بلکہ میں جانتا ہوں کہ راولپنڈی کے متصل ہی گولڑہ کی ایک گدی ہے اسکا حال تو ایڈیٹر روزگار کو بھی معلوم ہوگا اور پچھلے دلوں جو وہاں کوئی چوری ہوئی تھی اس مال و زر کی تفصیل بھی قاضی سراج الدین صاحب کو معلوم ہونی چاہئے پہر وہ انصاف سے بتائیں کہ کیا کبھی انہوں نے پیر صاحب سے پوچھا کہ اس روپیہ کا باقاعدہ حساب کتاب دو۔ یا انپر کبھی اعتراض کیا کہ وہ اس قدر قیمتی کپڑے خود یا اپنے گہر میں نہ پہننے دیں؟ اگر نہیں تو پہر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ قادیان کے لئے انہیں کیوں اعتراض کی ضرورت محسوس ہوئی؟ محض عداوت اور تعصب!

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے اذن اور ارشاد سے بیعت لیتے ہیں اور آپ کے خدام کا ایک وسیع سلسلہ ہے وہ بھی اسی دستور کے موافق جو انبیاء علیہم السلام اور تمام علما کی سنت چلا آتا ہے۔ اپنے مریدین سے نذرانے [illegible] قبول کرتے ہیں۔ اور انکا اختیار ہے جہاں چاہیں [illegible] تو وہ شخص جس نے ایک حبہ بھی نہیں دیا کیا حق رکہتا ہے کہ اسپر اعتراض کرے؟

کاش! سلسلہ عالیہ کا یہ شتاب کار مخالف قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسوہ حسنہ کو دیکہتا۔ وہاں سورۃ توبہ کے ۱۳ رکوع میں ایک آیت ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم واللہ سمیع علیم

یعنی اے نبی ان لوگوں کے مالوں سے صدقہ لو جس کے ذریعہ ان کو پاک صاف کرو۔ اور انکا تزکیہ نفس کرو۔ اور ان کے لئے دعائے خیر کرو۔ بے شک تمہارا ان کے لئے دعا مانگنا انکے لئے تسکین کا موجب ہے۔

اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اموال مومنین سے لینے کا صاف حکم ہے اب بتاؤ یہاں کیا کہوگے؟

ان سب امور پر یکجائی نظر کرنے کے بعد یہہ سوال بالکل حل ہو جاتا ہے کہ اپنے مریدوں سے چندہ کر لینا اور اسکو خرچ کرنا کوئی معیوب امر نہیں۔ اور انبیاء و رسل و صلحا اور اولیا ہمیشہ ایسا کرتے آئے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں۔ پہر مرزا صاحب نے گر چندہ لیا تو انہوں نے کوئی نئی بات نہیں کی۔

اب میں ایک اور امر ظاہر کرنا چاہتا ہوں جسکا ہمارے کم فہم مخالفوں کو کچہ بھی علم نہیں اور وہ یہہ ہے کہ قادیان میں دو قسم کے چندے آتے ہیں ایک وہ جنکا تعلق براہ راست حضرت اقدس کی ذات خاص سے ہے یعنے مریدین محض اپنے اخلاص سے بطور نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس نذرانہ میں ہر قسم کی چیز آپ کو خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق آتی ہیں خورد نی اشیاء۔ پارچات ہر قسم۔ برتن۔ سونا چاندی نقد و جنس غرض ہر قسم کی اشیاء آتی ہیں اور پیش کرنے والے کا منشاء ہوتا ہے کہ حضرت اقدس جسطرح پر چاہیں اسے ذاتی استعمال میں لائیں۔

دوسری قسم کے وہ چندے ہیں جو قومی ضروریات اور اشاعت اسلام کے لئے آتے ہیں۔ میں قادیان میں ۹ سال سے رہتا ہوں اور قریبًا اوسی وقت سے یہاں مختلف سلسلے اور مدات قایم ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مدرسہ ہے جسکا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد ہے اور جب سے کمیٹی اور مدرسہ قایم ہوا ہے مجھے اس کے انتظام میں دخل رہا ہے اور ذاتی واقفیت اور علم اسکے فنڈز کے متعلق ہے میں یقینًا اور دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت اقدس کو مدرسہ۔ اسکی ضروریات اسکی آمدنی اسکے اخراجات کا کچہ بھی علم نہیں آپ نے اس میں کوئی دخل اسکے فنڈز کے متعلق نہیں دیا۔ پہر میگزین ہے۔ جو قومی سرمایہ اور قومی روپیہ سے اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ اسکے روپیہ آمد و خرچ کا بھی حضرت کی ذات سے تعلق اور واسطہ نہیں اور نہ آپ کو اس کا علم اور نہ کبھی آپنے اس کا حساب پوچھا۔ ان مدات کے باقاعدہ حساب کتاب کے رجسٹر موجود ہیں۔ اور ہر چندہ دہندہ کو ہر وقت اسکی پڑتال کی اجازت ہے۔

اور اب کچہ عرصہ سے ایک صدر انجمن احمدیہ قایم کی گئی ہے۔ جو حضرت ہی کے حکم اور ارشاد سے ہوئی ہے لیکن خود اعلےٰ حضرت اس میں نہ خزانچی ہیں نہ سکرٹری ہیں نہ کوئی اور عہدہ دار وہ آپ کے خدام کے سپرد ہے اور اس کے رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

قبرستان کا حساب کتاب اسی طرح باقاعدہ اور باضابطہ رکہا گیا ہے۔ حضرت اقدس کو بجز اس کے کہ کئی ہزار روپیہ کی زمین بطور چندہ دیدی اس کمیٹی کے ساتھ بھی تعلق نہیں اور نہ اس کے روپیہ کے ساتھ پہر میں نہیں سمجھتا جب کہ ایسی حالت ہے تو اس روپیہ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے؟

یہہ اعتراض سراسر ناواقفی کی بنا پر ہے۔

ان سب امور کے بیان کے بعد ایک اور پہلو بھی

جو اس نے غریبانہ شادی اور اس کے اخراجات پر نظر کی ہے تاہے۔ کاش نا عاقبت اندیش معترض اسکے محاسن پر غور کرتا۔

شادی بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر کی گئی تہی۔ اور قادیان میں جسقدر شادیاں ہوتی ہیں اسی طرز پر ہوتی ہیں جسقدر فضول روپیہ بے جا رسم و رواج اور خلاف شرع امور کی تکمیل میں صرف ہوتا ہے اس سے اگر قاضی صاحب واقف نہیں تو وہ عصر جدید کے ایڈیٹر کو لکھ کر پوچھ لیں۔ مگر یہاں وہ ساری رسمیں مفقود ہیں۔ یہانتک کہ خود حضرت اقدس بھی باوجودیکہ انکے اپنے صاحبزادہ کی شادی تہی۔ برات میں نہیں گئے صرف تین آدمی گئے تہے اور یا دو چار بچے ساتھ تہے۔ زیورات یا قیمتی پارچات کا پیش کرنا کوئی معیوب امر نہیں اور نہ اسکو رسم سے تعلق۔ بلکہ یہ تو عورت کی گم شدہ عزت کو پھر قایم کرنا ہے عورت کے ساتھ جسقدر سلوک کرنا چاہیئے حضرت اقدس اسکو زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

پس اگر قیمتی زیورات یا پارچات دیئے گئے یا لڑکی کے والد صاحب نے دیئے تو کیا برا کیا؟

معلوم نہیں قاضی صاحب ان نکاحوں پر جہاں رنڈیوں کا ناچ۔ اور آتشبازی اور مے نوشی اور فضول رسومات میں ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا صرف ہوتا ہے کیوں نہیں چڑتے اور کیوں اعتراض نہیں کرتے؟ یہہ صورت تو ایسی نہی کہ اسپر اعتراض کا کوئی محل ہی نہ تہا۔ مگر بات یہ ہے

چشم بد اندیش که برکنده باد — عیب نماید هنرش در نظر

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است

اگر قیمتی زیورات یا پارچات کوئی گناہ کی بات ہے تو قیصر و کسریٰ کے اسباب جب صحابہ کے قبضہ میں آئے اور انہوں نے استعمال کئے تو غالباً روزگار کے ایڈیٹر کے نزدیک بہت برا ہوا ہوگا۔

اور شاید ہمارے قاضی صاحب قبلہ خود بہی اور اپنے گہر میں بہی ہدایت کرتے ہونگے کہ پہٹے سے پہٹے کپڑے پہنو جن میں جوئیں چلتی پہرتی نظر آئیں۔ اور بدبو سے دماغ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوے۔ وہ اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالکر دیکہیں؟ اور پہر اپنے اعتراض کا وزن کریں۔ آخر وہ بہی تو مسلمان ہیں! کچہہ اگر یہ ایسا ہی کبیرہ گناہ ہے تو وہی نمونہ دکہائیں ورنہ اس سے ڈریں۔

کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون

آخر میں انہوں نے دنیادار کافر سید مرحوم کا ذکر خیر کیا ہے اور دراصل گڑے مردے اکہاڑ کر مرحوم سید کو رسوا کیا ہے۔ اگر وہ ڈیڑہ ہزار کی ماہوار ذاتی آمدنی رکہتے ہوئے بہی آخر کفن سے بے سیت نکلے تو پہر ان کی آمدنی کا مصرف بتانا آپکا فرض ہے۔

کیا ان کو اپنے گہر سے کفن نہ ملنا ناداری کیوجہ سے تہا یا اسکا باعث بخیل ہونا تہا؟ ذرا سوچکر جواب دینا۔

اور اگر بہر حال ناداری اور قلاشی ہی اسکا موجب تہا جو ہمارے خیال اور واقعات کی بنا پر نہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے ماموروں اور مرسلین کے ساتھ اللہ تعالے کی یہ سنت نہیں۔ **سید کا اسوہ آپ کو مبارک ہو** آپ دعا کریں کہ آپکا کوئی بیٹا آخیر عمر میں شراب کے نشہ میں سرشار ہوکر آپ کو گہر سے نکالدے اور آخر آپ بہی کسی دوست کے گہر پر وفات پائیں۔ اور گہر سے کفن نصیب نہو۔

ہمارے لئے تو ہمارے سید و مولے آقا خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا **اسوہ حسنہ** کافی ہے۔ خدا کے مامور و مرسل ایسی حالت میں نہیں مرا کرتے اور مرنے کے بعد بہی انکے مدفن عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اگر شبہ ہو تو مدینہ طیبہ جاکر دیکھو کہ مسجد نبوی کی کیا شان ہے؟ پہر آپ کے نزدیک تو یہہ بہی فضول خرچی اور اسراف ہوگا؟

ایڈیٹر

احمدی خواتین کے مضامین

اکثر بہنوں نے باصرار التجا کی ہے کہ الحکم میں انکے مضامین چہاپنے کیلئے گنجائش نکالی جاوے۔ الحکم کی غرض و غایت اپنی قوم کو نفع پہونچانا ہے اور قوم کے مفہوم میں بہرحال مستورات بہی داخل ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بہی الحکم نے کبہی بخل نہیں کیا کہ وہ اپنی محترم بہنوں کے مضامین کو درج نکرے لیکن آئیندہ خصوصیت سے اسکا التزام رہیگا۔ اور اگر یہہ سلسلہ الحکم میں پورے طور پر نبہہ نہ سکا۔ تو اس لئے کوئی اور صورت سوچی جاوے گی بہرحال میں ہر وقت اپنی احمدی بہنوں کے مضامین چہاپنے کو آمادہ ہوں۔ ایڈیٹر۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتوں کی بیعت

جناب محترم ایڈیٹر صاحب الحکم زاد عنایتہٗ۔

السلام علیکم

مضمون ذیل جلدی درج اخبار فرما کے ممنون فرمائیں۔

والسلام

نبی کریم صلعم کے ہاتھ پر جو عورتیں بیعت کرتی تہیں وہ ان باتوں کے نہ کرنے کا خدا تعالے سے پکا عہد باندہتیں کہ (۱) اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہ ملائینگی نہ چوری کرینگی نہ زنا! نہ اپنی اولاد کو ہلاک کرینگی نہ اپنے ہاتہہ پاؤں کے آگے کوئی بہتان بنائینگی۔ نہ نیک کاموں میں رسول اللہ صلعم کی حکم عدولی کرینگی۔ اب چونکہ ہمارا پیشوا احمدی شان میں تخت رسالت پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ اور ہم بعض خوش نصیب عورتیں اسکی بیعت سے مشرف ہوئیں ہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ ان معاہدوں پر قایم رہنے کی دل میں جان سے کوشش کرتی رہیں اور خداوند کریم سے توفیق مانگیں۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کا شریک بنانا کئی قسم سے ہے۔

ایک تو اس کی ذات صفات میں کسی کو شریک سمجھنا مثلاً یہ کہ کوئی اور بہی خدا ہے جس کے قبضہ قدرت میں اس عالم کا کچہہ انتظام ہے۔ بعض **نادان** لوگوں نے ایسا ہی سمجہا ہے جبہی تو بتوں کے آگے سجدہ کرتے ہیں اور قبر و پیر پر منہ مارتا رگڑتے ہیں۔ فرقان حمید میں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں **رزق** دیتا ہے۔ پھر تمہیں مارتا ہے اور پہر زندہ کرے گا! کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کر سکے پاک ہے اور بلند اس سے جو تم شریک کرتے ہو سورۃ روم رکوع چہارم۔ گویا یہ چار کام محض اللہ تعالے سے ہی خاص ہیں کسی چیز کا پیدا کرنا۔ مارنا۔ جلانا اب اگر کوئی یہ عقیدہ رکہے کہ عیسی علیہ السلام سچ مچ ایسے جانور بناتے تہے جو خدا کے بنائے جانوروں کی طرح اڑتے یا اپنی نسل بڑہاتے تہے یا یہ **اعتقاد** رکہے کہ اس ذات برحق کے سوا کوئی اور بہی رزق دینے یا مارنے کا اختیار رکہتا ہے یا مردہ زندہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کی نسبت مشہور ہے تو وہ سخت غلطی پر ہے۔ اور اس گناہ میں گرفتار ہے جس کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے اللہ تعالے نہیں بخشتا یہ گناہ! کہ شرک کیا جائے ساتھ اسکے۔ آریہ کہتے ہیں کہ **روح اور مادہ** خدا تعالی کا پیدا کیا ہوا نہیں" اور وہ ازلی ابدی ہے تو یہ بہی ایک طرح سے خدا کے شریک ٹہراتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ نہ ہوتے تو خدا جہان پیدا نہ کرسکتا مگر مجہے سمجہہ نہیں آتی کہ جب خدا تعالے بغیر آنکہوں کے دیکہتا ہے کانوں کے سنتا ہے زبان کے بولتا ہے تو بغیر مادے کے وہ پیدا کیوں نہیں کر سکتا۔ ایک کمہار جو مٹی اور پانی سے برتن بنالیتا ہے اور خدا میں فرق بہی کچہہ ہونا چاہئے یا نہیں! اور جن چیزوں کو اس نے پیدا نہیں کیا انکی خاصیتوں کا اسے علم کیا ہوگا۔ اور ان سے عبادت کرانے کا کیا حق ہے؟ عیسائی کہتے ہیں کہ **باپ۔ بیٹا۔ روح القدس**۔ تین سے خدا پھر تینوں ملکر ایک کے تین کچہہ ایسی دور از عقل ہے کہ تعجب آتا ہے اسے مانتے کیونکر ہیں

قرآن شریف میں ہی ربّ العالمین آیا ہے اور عیسیٰ کو کلمۃ اللہ کہا گیا ہے اور روح القدس کا بہی ذکر ہے مگر سب کو اپنے اپنے درجہ پر رکہا ہے پھر دیکہ کہ انجیل میں صاف لکہا ہے کہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے۔ باوجود یہ ایسی آیتوں کے پولوسی خیالات کے تابع ہیں اگر **مسیح خدا** تہے تو صلیب پر کیوں پکارے کہ **اے میرے خدا اے میرے خدا تونے مجہے کیوں چہوڑ دیا**۔

ایک شرک عبادات میں ہے ہم روز خدا سے دعا مانگتی ہیں **اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ** تیری ہی فرمانبرداری کرتے ہیں اور تجہہ سے ہی مدد مانگتے ہیں اب اس کے خلاف اگر کسی اور کا حکم بہی سمجہیں تو مشرک ٹہرینگے یہی خیال یہودیوں کا تہا کہ خدا کے کلام کو چہوڑ کر اپنے ملاؤں اور پیروں جنہیں (احبار و رہبان کہتے تہے) کے ہاتہوں پر بک چکے تہے جو وہ کہتے وہی بجالاتے خواہ فرمودہ الٰہی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ایک آیت ہے کہ "پکڑ لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو اپنے رب اللہ کے سوا چنانچہ آجکل بہی دیکہا جاتا ہے کہ ہزار آیتیں قرآن مجید کی سنا ؤ احادیث نبوی گوش گذار کرو مگر وہ اپنی بات نہ چہوڑیں گے یہ کہتے ہوئے کہ ہمارے بڑوں کو کہی یہ آیتیں معلوم ہی ہونگی۔ ایسا ہی جب کوئی مصیبت پڑے تو پہر خدا کو پکارنے کی بجائے یا پیر دستگیر پکارنے لگتے ہیں اور مثال دیتے ہیں کہ بادشاہ کے دربار میں کسی وسیلہ ہی سے پہنچتے ہیں حالانکہ خدا نے ہی فرما دیا ہے کہ نہ بناؤ اللہ کے لئے مثالیں؟ ہمارا خدا وہ زندہ خدا ہے جو فرماتا ہے میں شاہ رگ سے بہی نزدیک ہوں اور جب کوئی مجہہ سے مانگے تو میں اسکی سنتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ پس کیا ضرورت ہے بلانے کی اتنی دور رہنے والے کو جو زندہ بہی نہیں بلکہ قبر میں ہے بجائیکہ ہماری آواز ایک میل تک بہی نہیں پہنچ سکتی۔ اور پہر اسکو جسکو اختیار میں کچہہ بہی نہیں جب ہمارے سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو کہدے میں تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکہتا تو پہر اور کسی کو کیا حق پہنچتا ہے قرآن مجید میں آگیا ہے کہ نہ پکار سوا اللہ کے کسی کو کہ نہ نفع دے نہ ضرر۔ اگر تو پکاریگا تو بڑے ظالموں سے ہے۔ اسی طرح بعض لوگ خدا کے بغیر کسی اور کی نذر بہی مان لیتی ہیں اسکی نسبت قرآن مجید کا حکم ہے جو غیر اللہ سے نامزد کیا جاوے وہ بہی حرام ہے۔ ان باتوں میں ہماری بہنیں بہت ہی گرفتار ہیں اور وہی زیادہ تر منتیں مانتی ہیں کہ فلاں پہر کی دمڑی دونگی جو یہ کام ہو گیا یا فلاں کا توشہ پکاؤنگی۔ اگرچہ خدا کے نام پر دیں اور ثواب مردہ کی روح کو تو جایز ہے۔ غرض ان سب باتوں کا خیال رکہنا چاہئے۔ پہر چوری کی نسبت فرمایا کہ اس سے بچیں گہر کی تمام اشیاء ذاتی ملک نہیں بلا اجازت مالک کے خرچ نکریں خواہ کچہہ ہی کیوں نہو اور اپنی عصمت کو ایسا نگاہ رکہے کہ غیر کا خیال تک دل میں آنے پاوے اور اپنی اولاد کو اچہی طرح پرورش کریں چہ جائیکہ بیٹی ہو تو اس سے نفرت کریں یا اسے مارنے کا خیال دل میں لائیں کسی پر بہتان نہ باندہنا چاہیئے بعض بہنوں میں

متفرق اور مختصر نوٹ

کانگو کی غلامی

اس عنوان سے ۵-جولائی کے آریہ گزٹ نے ایک نوٹ شائع کیا ہے جس میں اسلام پر اعتراض کیا ہے - اس نوٹ پر کسی مزید ریمارک کی حاجت نہیں مسئلہ غلامی پر سیرکن اور **فیصلہ کن** بحث میرے مخترم مخدوم ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے کردی ہے - اور اسپر کسی اندرونی یا بیرونی مخالف کو قلم اٹھانے کی توفیق نہیں مل سکتی اسکے بعد اسلام پر ایسا الزام لگانا پرلے درجہ کی بے حیائی ہے - خیر یہاں میں ایک عجیب لطیفہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی اشاعت کے آریہ گزٹ میں **ہماری مائیں** کے عنوان سے راجہ ہرشچندر کی استری کی داستان شائع کی ہے جس میں نہایت جوش سے دکھایا گیا ہے کہ آخر خود راجہ اور اسکی استری دونو کاشی کے بازار میں فروخت ہوئے - اگر آریہ ورت میں غلامی کا رواج نہ تھا تو پھر تعجب ہے کہ رانی اور راجہ فروخت کیونکر ہوئے؟ اگر رواج تھا اور ضرور تھا تو پھر سہلک قوموں پر اس کا اعتراض کیوں؟ اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر دیکھ!

زلزلہ آیا

ناخدا ترس خدا تعالےٰ کی باتوں کو ہنسی میں اڑانے کے ہمیشہ سے عادی ہیں اور دنیا کی تاریخ بتا رہی ہے کہ ایسے شتاب کار منکر اپنی کرتوتوں کی سزا پا کر رہے ہیں زلزلہ کی پیشگوئی پر ہنسی کی جاتی ہے - مگر وقت آتا ہے کہ خدا تعالےٰ اسے منوا کر چھوڑیگا - انقطاع عالم میں خطرناک زلزلوں کا آنا ایسی بات نہیں جسکی طرف ہم توجہ نہ کریں اور دور کی بلاؤں سے کوئی سبق نہ لیں ۲۷-جون کو جزائر ویلز میں ایک شدید زلزلہ آیا مکانیں بھی ہلیں اور جایدادوں کو بھی نقصان پہونچا - یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن ہم ہیں کہ بدستور غافل ہیں -

ربنا ارحم! ربنا ارحم!

وجود ہی بدل دو

۸-جولائی ۱۹۰۶ء کی صبح ایک مبارک صبح تھی ہمارے سید و مولےٰ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خدام کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے - میں نے ایک دوست ان معزز اور محترم دوست کی صحت کے لئے دعا اور دوا کے واسطے عرض کیا - اسپر آپ نے ایک عجیب تقریر فرمائی جو بعد میں انشاء اللہ درج ہوگی - اس میں کا ایک فقرہ اس ساری تقریر کی جان ہے جو بطور خلاصہ میرے اپنے لفظوں میں درج ذیل ہے -

فرمایا خدا تعالےٰ کا عذاب جب آتا ہے تو انسان کو اس سے پہلے کہ وہ عذاب نازل ہو ڈرنا چاہیے اور سچی تبدیلی کرنی چاہیے - اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا -

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ - حقیقت میں جب تک انسان سچی تبدیلی نہیں کرتا خدا تعالےٰ اسکی پروا نہیں کرتا لیکن جب انسان نزول عذاب سے پہلے تبدیلی کر لیتا ہے تو خدا تعالےٰ اسکو محفوظ کر لیتا ہے - اور وہ تبدیلی ایسی ہو کہ **گویا پہلا وجود ہی نہیں رہا** جب تک ایسی تبدیلی نہ ہو بچ ہی نہیں سکتا - لیکن جب ایسی تبدیلی ہو تو پھر اسپر عذاب نازل نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ وجود جس پر بلا آنے کو تھی نہ رہا تو بلا کس پر آئے ؟"

یہ خلاصہ ہے اس ارشاد کا - ہم سب سخت تبدیلی کے محتاج ہیں اور میں جو حضرت امام کی باتیں آپ تک پہونچاتا ہوں سب سے زیادہ محتاج اور ذمہ وار ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے ایک کمزور بھائی کی دعا سے مدد کریں ؟

اللہ رے پاکیزہ فطرت

ہم میں بدظنی کا مرض عموماً پھیلا ہوا ہے خدا کرے ہم سب اس سے بچ جاویں (آمین) حضرت امام کی ایک پاکیزہ فطرت کی ایک مثال سناتا ہوں ایک بھائی نے اپنے کاروبار کے متعلق ایک اور بھائی کی کسی چالاکی کا ذکر کیا اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے ایک شخص کو جو اس کارستانی میں شریک تھا بطور شہادت پیش کیا حضرت نے سارے قصہ کو سنکر فرمایا کہ مجھے تو اس شہادت پر یقین نہیں جب کہ یہ شخص خود ملزم اور پہلے ہی اس قسم کے جرائم کا عادی ہے اصل میں یہ پاکیزہ فطرتی کی دلیل ہے - آپ میں بدظنی کا مادہ فطرتاً مفقود ہے - میں اس سے بھی بڑھکر ایک اور واقعہ سناتا ہوں - حضرت اقدس سے ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت یوسف کے متعلق سوال کیا کہ ما ابرئ نفسی سے کیا پایا جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ "ہم تو کوئی وجہ نہیں پاتے کسی شخص کی نیت پر حملہ کریں"

اللہ اللہ! کس بلند مقام پر ہمارا امام کھڑا ہوا ہے - اور ایک ہم ہیں کہ ذرا ذراسی بات پر بدظنی کا شکار ہوتے ہیں - مولیٰ کریم تو ہی رحم فرما اور ہماری کمزوریوں کو دور کر - (آمین)

زلزلہ آنیکے دن

ذیل میں ایک اور نظم درج کیجاتی ہے میری غرض ان نظموں کے اندراج سے صرف یہ ہے کہ تاکہ کسی نہ کسی نوع سے ہم اس خطرناک دن کو یاد رکھ سکیں اور تبدیلی کے لئے سعی کریں - (ایڈیٹر)

نظم

آئے دن اسلام والوں کو ہیں شرمانیکے دن
تھے مقدر ان کے بھی حق سے تو پھر جانیکے دن
حق کو ناحق اور ناحق کو حق اب کہنے لگے
فضل حق سے آئے حق پھر ان کو سمجھانیکے دن
مہدئ موعود کا ہے یہ زمانہ دوستو!
گر نہ پاؤ اسکو پچھتاؤ گے پچھتانے کے دن
باز ہٹ دھرمی سے آؤ جستجوئے حق کرو
ورنہ تم پر آہی جائیں گے بلا آنیکے دن
تم نے گر دیکھا نہیں لیکن سنا تو ہے ضرور
سرکشوں نے پائے دنیا میں سزا پانیکے دن
پھر انذارِ خلائق آگئے ہیں اللہ نے
زلزلے دکھلا دیئے اور زلزلے آنیکے دن
خیرِ اُمت کی بشارت پر تم اتراؤ نہیں
بے عمل بیکار ہو جائینگے اترانے کے دن
صرف اقرارِ زبانی کا نہیں اسلام نام
کام ہی ایسے کرو کام آئیں کام آنے کے دن
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ کی آیت کو پڑھو
طاعتِ حق کو بجالاؤ بجا لانے کے دن
دیکھتے ہو تم زمانہ کا یہ سارا انقلاب
سچ بتاؤ کیا نہیں ہیں آج گھبرانیکے دن
شرک و بدعت میں مسلمان پھنس گئے ہیں آجکل
آئے ہیں دیکھ اپنی حالت آپ شرمانیکے دن
بال کی پوجا کہیں ہے شدّے جھنڈے کہیں
ہیں سراسر دین و ایماں ہاتھ سے جانیکے دن
ہندو سے بدتر وں کے نظر آتے ہیں ہر کیجا گر پر
کھو گئے اللہ والے تھے جو کہلانیکے دن
حملے غیر اقوام کے اسلام پر ہوتے ہیں آج
کیا ہیں یہ ... (یہ ہیں ...) کیسے آئے ہیں دن
اے عزیز اب مرثیہ کچھ دین کا گایا کرو
یہ نہیں دنیا کے دھندوں کی غزل گانیکے دن
کافر و دجال کہتے ہو تم اہل اللہ کو
آگئے شاید تمہارے ٹھوکریں کھانیکے دن
یوں تو اچھوں کو برا کہتے ہی آئے ہیں بُرے
رنج اٹھائے اہل حق نے حق کو دکھلانیکے دن
خوابِ غفلت سے اٹھو آؤ چلو تم قادیاں
ہیں مسیح و مہدئ موعود کے پانیکے دن
دیکھنے کا وقت ہے تحقیق سے دیکھو ابھی
ورنہ ان آنکھوں سے تم دیکھو گے پچھتانیکے دن
عیسیٰ مریم کے آنے کا عبث ہے انتظار
آنیوالا آگیا ہے - ہیں یہی آنے کے دن
بس اسی اُمت میں ہی مبعوث ہوگا وہ مسیح
جو نبی بھی اُمتی بھی پائے کہلانے کے دن
ہے اگر ختم نبوت پر تمہارا اعتقاد
ہیں یہ کیونکر عیسیٰ مریم کے ٹھہرانیکے دن
خالدین تک ما جعلنٰھم کی آیت کو پڑھو
تاکہ ہو معلوم عیسےٰ کے بھی مرجانے کے دن
آیتِ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے کبھی
ہوں نہ ثابت آسماں پر جانے اور آنیکے دن
بلکہ اس سے موت ہی ہوتی ہے ثابت اے عزیز
جیسے ثابت ہوتے ہیں اگلوں کے مرجانیکے دن
یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ سے عیسیٰ فوت ہو
ورنہ احمد کے نہوں یہ جلوہ فرمانے کے دن
مرگ عیسےٰ ہے دلیل آمدِ احمد نبی
آئے ان کی موت کے بعد آپکے آنیکے دن
لفظِ بَعْدِی صاف بتلاتا ہے معنی موت کا
اس سے ثابت کس طرح ہوں چرخ پر جانیکے دن
واہ ری عقل! آسماں پر کیوں رہے کوئی بشر
کیوں گذارے اپنے جینے پینے اور کھانیکے دن
مستقر فی الارض ہو مخلوق ارضی موت تک
کیوں ہوں حاصل آسمانی اسکو کہلانے کے دن
فِیْہَا تَحْیَوْنَ وَ فِیْہَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْہَا تُخْرَجُوْنَ
حق نے ارضی خلق کو فرمایا فرمانے کے دن
موت نے خیر الرسل ہی کو نہ چھوڑا زندہ پھر
پائے کیوں عیسےٰ نے اتنی زندگی پانے کے دن
آکے عیسیٰ حنفی اس اُمت میں کہلائیں اگر
آگئے بے شبہ انپر درد و غم کھانے کے دن
وہ نبی اور امتی ہوں کسطرح بر عکس نقل
گر یہ سچ ہو تو وہ آئیں اپنے پھر آنیکے دن
خوب سمجھو یہ سمجھ رکھنے کے قابل بات ہے
گر نہ سمجھو تو خدا سمجھائے سمجھانے کے دن
کیا ہوا گر دور کوئی اس جماعت سے ہوا
تھے منافق بھی بہت اسلام پھیلانے کے دن
گر کوئی ہو جائے مرتد اس امام الوقت سے
آگئے اس پر عذاب النار کے پانے کے دن
اُسنے کیا بگڑا جواب ان سے بگڑنے کا ہی تو تھا
اہل باطل دیکھ لیں گے خود بگڑ جانے کے دن
لکھتے تھے تکفیر کے فتوے جنہوں نے زور کی
ہمنے خود دیکھے ہیں انکے توبہ کروانے کے دن
ایک مرتا تھے مگر اب تین لاکھ انسان کے
آپ نے دیکھے ہیں اپنے دین پر آنیکے دن
اہل حق کو فتح و نصرت حق سے ملتی ہے ضرور
اہل باطل پر ضرور آتے ہیں مٹ جانیکے دن
مٹ گئے اور مٹتے جاتے ہیں بہت ناحق پرست
آئے جب گلزارِ مہدیت کے لہرانے کے دن
حکم حق سے اہل حق پر **عبد حق** یہ حق رہا
انکو سلجھائے کہ جنکے دیکھے الجھانے کے دن

یکم جولائی ۱۹۰۶ء

راقم ابو الخیر محمد عبد الحق احمدی ترچناپلوی
مقیم شکر بنگلور کمبار اسٹریٹ A نمبر -

مسلمانوں میں پردہ سسٹم نمبر ۱

چند روز گذرے کہ آپ کے اخبار میں ایک نوٹ دیکھا کہ مارننگ پوسٹ بحوالہ اخبار سٹینڈرڈ ایک مضمون پردہ کی مخالفت میں شائع کرتا ہے اور جس کے کچھ مختصر خلاصہ کے بعد لکھا ہے کہ ہماری رائے میں کسی مسلمان صاحب کو اسپر طبع آزمائی کرنا چاہیئے اس لئے میں نہایت ہی مختصر طور پر اسکی بابت لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ اپنے اخبار میں درج کر کے مشکور فرماوینگے اور ضرور کسی کونہ میں اس کو جگہ دینگے۔

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان۔

اخبار مارننگ پوسٹ اپنے پرچہ میں پردہ کی مخالفت کے بعد جو ہم مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ پردہ ایک روک ہے جس نے ترقی میں نہایت دشوار گذار دقتیں پیدا کر دی ہیں بیشک ہم اس نصیحت کی بہت قدر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ کیسی ہی کیوں نہو ہماری خیر خواہی کے لئے لکھی گئی ہے لیکن ہم بعض وجوہات سے اسکو ماننے کے لئے طیار نہیں۔ کیونکہ ہر ایک بات کے قبول کرنے یا اوسپر عمل کرنے سے پیشتر ضروری ہوتا ہے کہ اوس کے حسن و قبح کو دیکھا جاوے اگر اوس بات کا پہلے تجربہ کیا گیا ہے تو وہ نتائج جو کہ خاص اوس بات سے پیدا ہوئے۔ مشاہدہ کرنے چاہئیں۔ اور یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کا اثر اس ملک یا قوم کیلئے یا ایک خاص شخص کی ذات پر جس پر اسکا تجربہ کیا گیا ہو کیا ہو آیا وہ بالکل غلطیوں سے پاک اور نقصانوں سے مبرا پایا گیا ہے۔ یا اوس میں کوئی صریح نقص یا ضرر ایسا ہے جس سے کہ خطرہ ہے کہ ہم بھی آفتوں اور مصیبتوں کے شکار نہو جائیں یا یہ کہ اوس میں کچھ نقص ہیں اور کچھ فوائد اس صورت میں تو یہ ہے کہ دونوں بات کا وزن کر کے جو بات زیادہ مستحکم معلوم ہو اوس کے مطابق عمل کریں اگر زیادتی نفع ہے تو کوئی حرج نہیں کہ ہم اوسکو اپنی ذات کیلئے بھی قبول کریں اور اگر نقصان کا پلہ بھاری ہے تو اس سے ہر صورت میں بچنا لازم ہے اور پہلی دو صورتوں میں تو صاف ہی بات ہے کہ ہم کو کونسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے لیکن نفع نقصان بھی کئی قسم کے ہیں کوئی روحانی ہے کوئی جسمانی ہے اور کوئی اخلاقی ہے اور اسصورت میں ہم کو لازمی ہے کہ ہم اپنا برا بھلا خوب سوچ سمجھکر اس معاملہ میں جو کہ ہمارے سامنے برخلاف ہماری رسم و آئین کے پیش کیا جاتا ہے۔

قدم رکھیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی پہلی عادت کو یا اپنے خیال کو چھوڑیں لیکن بعد اس کے کہ ہم ایک دوسرا پہلو اختیار کریں ہم پر یہ ثابت ہو کہ ہم نے غلطی کھائی اور پیچھے اس بات کا افسوس ہو۔ اور بے فائدہ ندامت ہمکو گھیر لے اور یہ مثال ہم پر صادق آئے کہ کوا ہنس کی چال چلا تھا نہ وہ رہی نہ وہ۔ اب ہمارے سامنے یہ پردہ کا معاملہ پیش ہے۔ ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ اس کا تجربہ پہلے ہی کیا گیا ہے یا نہیں اگر کیا تو کس کس نے کیا۔ اور اوس کا نتیجہ کیا نکلا۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ امریکا میں اس کا تجربہ خوب کیا گیا ہے انکی دیکھا دیکھی۔ اور انکی شہ پر بعض ہندوستانیوں نے بھی کچھ کچھ قدم مارنا شروع کیا ہے۔ اب ہم پہلے یورپ امریکا کو لیتے ہیں کہ انپر اس عمدہ اور قابل تقلید مسئلہ کا جسکی تعلیم دینا اونہوں نے ہمارے لئے بھی ضروری سمجھا۔ کیا ہوا۔ سو ایک ہی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخہ کے استعمال سے جو ان کی حالت ہوئی وہ ناگفتہ بہ ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اون سے پوچھا جائے کہ یہ باتیں کیسی آپ کی نسبت بتائی جاتی ہیں تو شاید بعض جو حیا رکھتے ہیں جن کو کچھ بھی شرم کا پاس ہو عرق عرق ہو جائیں یہ شراب خواری اور زنا کاری جو یورپ میں اسقدر رائج ہو رہی ہے کیوں اور کس لئے۔ صرف اسی پردہ کی مخالفت کی وجہ سے آج جو یورپ اور امریکہ میں شراب پی جاتی ہے اس کا خود وہیں کے امر شناس لوگوں نے اندازہ لگایا ہے کہ قریباً ان تمام ممالک کی ایک چوتھائی آمدنی شراب خواری میں ضائع ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ اس نہایت ہی عمدہ اور ترقی کے راہ صاف کرنے والے مسئلہ کی ترویج خرچ ہوتی ہے۔ یہ بات کہ شراب خوری کا بے پردگی سے کیا تعلق اس طرح ہے کہ ہندوستان میں بھی کئی لوگ اپنی گاڑھی کمائی کا روپیہ اوس میں خرچ کرتے ہیں لیکن چونکہ اُن کی عورتیں پردہ دار ہوتی ہیں یہ مرض اون میں نہیں پھیل سکتی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایک تو ملک اُس تباہی سے بچ رہتا ہے جو کہ شراب کی کثرت سے پیدا ہونی ضروری ہے اور دوسرے خود وہ شخص زیادہ تباہی سے بچ جاتا ہے کیونکہ اوسے خیال ہوتا ہے کہ اب بیٹے گھر جاتا ہے اوسوقت میرے بھیدی مجھ سے پوچھیں گے کہ تم یوں بدمست کیوں ہو۔ اسلئے وہ بچتا ہے کہ ایسا نہو کہ میں حد سے زیادہ بڑھ جاؤں اور پھر اگر بیوی بھی شریک ہو گی تو اُسکا لازمی نتیجہ ہوگا کہ وہ گل کھلیں گے اور ہر طرح سے اپنی جائداد اور اندوختہ کو تباہ کرینگے اور جو کچھ نقصان اون کی اولاد کو یا ان کے اخلاق کو صحت کو دولت کو ہوگا وہ گھاتے میں رہا۔

یہ یقینی بات ہے کہ یورپ میں یہ شراب کی کثرت صرف بے پردگی کی وجہ سے ہے اگر ایک سوسائٹی میں کسی عورت نے دوسری کا جام صحت تجویز کیا تو نہایت ہی ہتک کی بات ہے اگر کوئی صاحب اُس میں شریک نہوں۔ بیشک ان لوگوں کا عمل تو اس مصرع پر ہے کہ

ع گر یار سے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے۔"

خیر یہ تو شراب کا رواج تھا جو کہ بے پردگی کی وجہ سے پھیلا۔ اب میں اُس بدکاری اور زنا شوی کا ذکر کرتا ہوں جو کہ اسی وجہ سے پھیلی۔ اسی بے پردگی کیوجہ سے ہے کہ آج انگلستان ہی کے لوگ چلا چلا کر کہہ رہے ہیں کہ انگلستان میں ولد الحرام اس کثرت سے پھیلتے جاتے ہیں کہ اندیشہ ہے کہ اس کا نتیجہ نہایت ہی خوفناک نہ نکلے۔ رینالڈس کہتا ہے کہ مجھکو جو ایسے ناول لکھنے کی ضرورت پڑی تو صرف اسی لئے کہ شاید ان کو پڑھکر ملک میں کچھ جوش پیدا ہوا ور وہ اُس تاریک گڑھے سے بچنے کی کوشش کرے جسمیں کہ عنقریب وہ گرنے والا ہے۔ وہ لکھتا ہے اور اُس نے پوسٹ ماسٹر ہونے کی حالت میں لوگوں کے خطوں سے خوب اندازہ لگا کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انگلستان میں چھپتر فی صدی ولد الحرام ہیں۔ مانا کہ اس میں مبالغہ ہونے کا احتمال ہے لیکن کہانتک۔ آخر کوئی حد بھی۔ تمام مصنف جس بات کی یک زبان ہو کر گواہی دیتے ہیں۔ تاریخ جسکا ثبوت دیتی ہے اُسکا انکار کرنا کوئی آسان امر نہیں۔ ابھی چند ہی سال ہوئے کہ ایک چرچ کی زمین کھودنے پر معلوم ہوا کہ سینکڑوں حرامی بچے اسکے نیچے زندہ دبائے گئے۔ اور اس بات پر تمام انگلستان میں ایک شور مچ گیا تھا۔ اب ایسی صریح باتوں سے انکار ہو تو کیونکر ہو۔ سیدھی بات ہے کہ جب ایک خوبصورت عورت کے ساتھ جسوقت چاہو خلوت کا موقعہ ملسکتا ہے تو شیطان کے اثر سے وہ کسطرح سے بچ سکتے ہیں خصوصاً جس مذہب میں کفارہ ہے یعنے جب ہم نے مسیح کو مان لیا تو تمام گناہوں سے پاک ہو گئے اور وہ ہمارے تمام گناہوں کو اپنے سر پر لے کر سولی پر چڑھ گیا۔ اب اُس شخص کو جسکا یہ عقیدہ ہو گناہ کا کیا خیال ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مجھکو گناہ کا تو بدلہ ملنا ہی نہیں پھر کیوں نہ عشق اُڑاؤں اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو کسی قید میں رکھوں۔ کیونکہ وہ شخص پھر خوب دل کھولکر تمام بدیوں کا مرتکب نہ ہوگا۔ ہاں اُس کے لئے کل اسباب موجود ہے پردہ کے نہ ہونے نے اسکی تمام روکیں اُٹھادیں۔ اب اسکے لئے

کسی اتنی بڑی کوشش کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک دل پر قبضہ پانا ہے جو خود ایسے ہی خیالات کے پہلے سے ہی مستعد تھا۔ اُس کے تو گویا کہ وہ بھاگوں کے بھاوں چھینکا ٹوٹا۔" اگر یہ مسئلہ مذہب میں نہ بھی ہوتا تو بھی یہ بے پردگی ہی انسان کو مذہب سے دُور پھینکدیتی۔ کیونکہ جو شخص کہ بغیر کسی روک کے ہر ایک عورت سے ملسکتا ہے وہ انکی دعوتوں میں شریک ہوتا بے تکلف اون کے ساتھ سیر کو جاسکتا بغیر کسی محرم کے جو ایک عورت کے ساتھ اکیلا سفر کرسکتا ہے اُسکی وہی مثال ہے کہ ایک شخص جنگل میں رہتا ہے جسمیں شیروں۔ چیتوں۔ بھیڑیوں اور ریچھوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ تو خواہ وہ کتنا ہی اپنا بچاؤ کرے۔ آخر کار کسی دن کسی نہ کسی کا شکار ہو جائیگا۔ اسیطرح اس انسان کا بھی ضروری ہے کہ وہ کسی پھندہ میں پھنس جائے۔ حسن ایک جادو ہے۔ اور سب جادوؤں سے زبردست جادو بڑے بڑے سخت دلوں والے اسکی زد سے نہیں نہیں بچ سکے مگر جنکو خدا نے توفیق دی۔ پس جبکہ ایک شخص پر ہر وقت یہی جادو چلتا ہو وہ کہانتک خیر منائیگا۔ وہی معاملہ ہے کہ

"بکرے کی ماں کبتک خیر منائے گی۔"

آخر رفتہ رفتہ انسان کا دل سرد ہو جائیگا اور وہ تمام مذہب کا جوا اپنی گردن پر سے اوتار دے گا۔ اور اس کا لازمی نتیجہ وہ کثرت بدکاری ہوگی کہ جسکا کوئی ٹھکانا یورپ میں نہیں گناہوں کی کثرت اور مذہب بیزاری کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان دہریہ ہو جاتا ہے اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یورپ میں باوجود اسقدر مذہب کے زور کے اور باوجود اس کے کہ غریب اپنی چاء کا ایک وقت کا میٹھا چھوڑ کر لاکھوں روپیہ بچاتے ہیں کہ تا اُس سے غیر مذاہب والوں کو اُن کے مذہب سے برگشتہ کر کے عیسائیت میں داخل کیا جائے۔ پھر بھی دہریت کی وہ کثرت ہے کہ اگر پادری ہی جو کہ مذہبی امام ہوتے ہیں اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد کتابیں شائع کرتے ہیں کہ مذہب کچھ بھی نہیں اور سب ڈھکوسلہ ہے۔ یہ سب جیسا کہ میں پیچھے کہہ چکا ہوں اس پردہ کی مخالفت کا اثر ہے۔

پچھلے دنوں میں فرانس کے دارالخلافہ کی عورتوں نے گورنمنٹ کو عرضی دی تھی کہ نکاح بیفائدہ ہے اور اس لغو رسم کو اُڑا دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نیچر کے برخلاف ہے۔ نیچر نے تو یہ اصول نہیں باندھا کیونکہ تمام جانوروں میں یہ کہیں نہیں پایا جاتا۔ سوائے انسان کے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نیچر کا اصول نہیں ہے معلوم نہیں کہ گورنمنٹ فرانس نے اس عرضداشت کا قبول کرنا کیوں برا سمجھا۔ کیونکہ یہ پردہ پر ایک نمبر ترقی کا بڑھا ہوا تھا۔ پھر جو امریکہ میں آجکل

الدین عزیز

یہ گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ نکاح نہیں کرتے اور یہ تجویز کر رہے ہیں کہ ایسے لوگوں پر جو شادی نہ کریں ٹیکس لگایا جائے یہ کس وجہ سے ہے۔ سو وجہ یہ ہے کہ پردہ کے نہ ہونے سے لوگوں کو اپنی ہوس پرستی میں کوئی دقت پیش نہ آوے اونہوں نے کہا کہ چلو خواہ مخواہ نکاح کا جُوا اپنی گردن پر کیوں رکھیں۔ پچھلے ہی دنوں میں جو وزیر اعظم کا گھر انگلستان کی عورتوں نے گھیر لیا تھا۔ اور کچھ آزادیاں چاہتی تھیں وہ اسیکا نتیجہ نہیں تھا تو اور کیا تھا۔ جسوقت پولیس نے اُنکو ڈنڈے مار کر منتشر کیا۔ اُسوقت اون کے خاوند تو بہت خوش ہوتے ہونگے۔ کہ واہ وا پردہ کے نہ ہونے سے جو قوم نے ترقی کی ہے یہ اس کا ثمرہ مل رہا ہے پھر ابھی دو مہینے بھی نہ گذرے ہونگے جو غورو منسا عورتوں نے پارلیمنٹ میں مچایا تھا اور جو عمدہ سلوک اُنکے ساتھ کیا گیا تھا وہ بھی شاید مارننگ پوسٹ کے خیال میں ایک بیّن دلیل اسکی ہوگی کہ قوم نے اس رسم کے اُڑا دینے کی بدولت کسقدر ترقی کی ہے۔ پھر یہ اسی کی بدولت ہوا۔ کہ گورنمنٹ روس کو یہ قاعدہ جاری کرنا پڑا تھا کہ جو عورت راہ چلتے انسان کا بازار میں یا گلی میں بوسہ لے اُسکو یہ سزا دی جائے (شاید قریبًا ایک گنی کے برابر جرمانہ دینا پڑتا ہے) اور یہ اس لئے کرنا پڑا کہ راہ چلتے انسانوں کو راستہ چلنا مشکل ہو گیا تھا جہاں کسی عورت نے کسی حسین مرد کو دیکھا اور وہیں بڑھ کر اُسکا بوسہ لیا۔ پھر اس تہذیب کا ایک تازہ کرشمہ فرانس کا ایک مشہور واقعہ ہے جہانکہ ایک پولیس انسپکٹر کو بیس پچیس عورتوں نے پکڑ لیا اور کسی نے اوس کی ٹوپی اُتار دی کسی نے کوٹ کسی نے طمانچہ مارا ایک نے بڑھکر اوس کا بوسہ لیا بڑی مشکل سے وہ وہاں سے جان چھوڑا کر بھاگا۔ یہ ہیں نتائج اُس تجربہ کے۔ جو یُورپ نے پردہ کے ترک کرنے سے کیا کیا عورتیں جب پردہ کرینگی تو کہاں وہ ایسی باتیں کر سکتی ہیں۔ شرم و حیا اُنمیں پائی جائیگی۔ جس عورت نے سوائے اپنے چند قریبی رشتہ داروں کے اور خاوند کے اور مرد کو دیکھا تک نہیں یا کلام تک نہیں کیا اُس سے وہ بدکاریوں اور شراب خواریوں کے جرم کہاں سرزد ہو سکتے ہیں۔ جو اُس عورت سے جو مردوں میں بلا محابا پھرتی ہے۔ وہ محبت اُس عورت کو خاوند سے کہاں ہو سکتی ہے جو کہ ایک پردہ دار عورت کو اپنے خاوند سے ہوتی ہے کیونکہ اسپر تو اپنے خاوند کے بیکراں احسان ہیں لیکن یہ سینکڑوں دوسرے ایسے شخص پاتی ہے جو کہ اسکو قسم قسم کے تحفے دیتے اور ہر طرح سے اسکی ناز برداری کرتے

ہیں۔ اور مارننگ پوسٹ کا یہ لکھنا کہ یہ عورتوں کے لئے قید ہے بالکل غلط ہے۔ تجربہ ہم کو ثابت کرتا۔ اور ہمکو یقین ہے کہ اگر عورتوں کو جو عفیفہ اور پاکدامن ہیں اون بازاری عورتوں کا ذکر نہیں جو پیشہ کرتی ہیں اور پہلے ہی اپنی عصمت کو کھو چکی ہوئی ہیں کہا جائے کہ وہ باہر مردوں میں بے پردہ چلی جائیں تو ان میں سے بہت ہوں کہ آخر نا امید ہو کر خودکشی کر لیں اسجگہ تھوڑا سا ذکر لوگوں کا ہونا بھی لازمی ہے کیونکہ ہم اون کا پہلے نام لے آئے ہیں اُن کے لئے تو ہمیں زیادہ ثبوت کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُس نے پردہ کو اُڑاتے ہی برخلاف اپنے جدی خدمت کے نیوگ کا مسئلہ جاری کر دیا کیونکہ نئے نئے جوش اُنکو اس بات پر مجبور کرتے تھے۔ کہ صاحب بہادر ننکے بگھیوں میں بمعہ اپنی عورتوں کے ہوا خوری کو جایا کریں لیکن یہ دیکھکر کہ اس سے تو پھر وہی یُورپ والا حال ہوتا ہے۔ کیا چال چلیں کہ مذہب کا رنگ چڑھا کر ایک سلسلہ نیوگ کا نکال دیا جس سے عورتیں بھی خوش ہو گئیں کیونکہ مذہب کے پردہ میں عیش پرستی کی آزادی ملگئی۔ اور چاہیئے کیا تھا۔ سچ ہے کہ نیک نیکوں کے لئے ہیں اور بد بدوں کے لئے۔ یہ مصرعہ اُنپر صادق آتا ہے

ع کر گئے ہم سے چال پردہ میں"

بات یہ ہے کہ بغیر پردہ کے شرافت عفت اور عصمت رہ ہی نہیں سکتی۔ مارننگ پوسٹ ایک خاندان کی عورتوں کی نسبت کہتا ہے کہ وہ پردہ ترک کر بیٹھی ہیں اور وہ اسبات پر خوش ہوتا ہے۔ لیکن کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپکا پردہ کدھر گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

شاید کسی شخص کی عقل پر پردہ پڑ گیا ہو اور کوئی ایسا اکر بیٹھا ہو اور شاید کوئی فاحشہ عورت اُس نے گھر میں ڈال رکھی ہو جس سے مارننگ پوسٹ کو دھوکا تھا پچھلے دنوں میں ایک اخبار کی تحریک پر کہ پردہ کو خیر باد کرو۔ ایک عورت نے نہایت ہی تیز ہو کر ایک اخبار میں مضمون دیا تھا کہ پہلے اپنی ماں بہن کو باہر نکالو اور بیوی اور لڑکی کو۔ تب دوسرے کو کہنا اور اسیطرح اور کئی عورتوں نے اُس ایڈیٹر کی خوب خبر لی اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کی عورتیں اور ہمارے مذہب کی عورتیں کس زور سے پردہ کی حامی ہیں اور جو شخص اسکے برخلاف انکو کچھ کہے وہ سخت ناپسند کرتی ہیں۔ میرے خیال میں یہ

مثل وہی ہے کہ مدعی سست اور گواہ چست۔ یورپ امریکا ہی کو یہ تہذیب مبارک ہو۔ یہ ترقی اُنہیں کے ہی مناسب حال ہے۔ اور یہ دہریت جو اسکا نتیجہ اُن کے ہی لئے ہو۔ ہمکو ہماری شرافت۔ عفت۔ عصمت ہی پسند ہے نہیں بلکہ ہم اُسپر فخر کرتے ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ اسکو یورپ والوں نے تریاق سمجھکر استعمال کیا تھا۔ لیکن اب ان کو معلوم ہو رہا ہے کہ وہ ایک زہر تھا۔ اُنھوں نے اُس کو مچھلی سمجھکر کھانا چاہا۔ لیکن وہ ایک کانٹا نکلا جو کہ حلق میں پھنس رہا ہے۔ اُنہوں نے رسی سمجھکر اسکو پکڑا۔ لیکن وہ سانپ نکر چمٹ گئی۔ اب وہ کبڑی عورت کی طرح جس نے کہا تھا کہ بجائے اس کے کہ میں اچھی ہو جاؤں" چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی اس آزار میں مبتلا کریں۔ لیکن نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے +

راقم محمود احمد ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور

آریہ سماج کا پول

اس نام کی کتاب شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم

سابق آریہ اُپدیشک بر ہمانے بڑی تحقیق اور محنت سے لکھکر شائع کی ہے الحکم میں اس کا ریویو بھی درج ہو چکا ہے اب شیخ صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ اسکا دوسرا حصہ بھی اسیقدر ضخیم شائع کیا ہے مگر مجھے افسوس ہے کہ سرپرستان الحکم نے اس کتاب کی اشاعت میں کوئی مدد نہیں دی جسکی مجھے توقع نہیں تھی میرا خیال تھا کہ کم از کم کئی ہزار کاپیاں خریداران الحکم میں شائع ہو سکتی تھیں جن میں سے ابھی چند کاپیوں ہی پر اکتفا کیا گیا ہے میں امید کرتا ہوں۔ میرے اس نوٹ کے بعد اسکی تلافی ہوگی دونو حصے دفتر الحکم میں موجود ہیں جنکی قیمت ۱۲ٍ فی جلد ہے اور اسکے علاوہ ترک دید از محصہ دوم بھی دفتر الحکم سے ملسکتا ہے۔ یہ کتابیں جلد نکلنی چاہئیں۔ اسلئے کہ ان کتابوں کے بعد وہ تیسرا حصہ اسی سرمایہ سے شائع کرنا چاہتے ہیں ایسے کار خیر میں انکو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے بحالیکہ وہ کسی سے مفت ایک حبّہ بھی نہیں لینا چاہتے یہ کتابیں دفتر الحکم قادیان سے ملیں گی۔

ایڈیٹر الحکم قادیان

استفسار کا جواب

عمومًا مجھسے سوال کیا جاتا ہے کہ ہر احمدی مرزا صاحب کی تصویر رکھتا ہے اور اوس سے غرض اوسکی پرستش کی ہوتی ہے۔

میں بآواز بلند پکار کر کہتا ہوں کہ جو کوئی شخص مرزا صاحب کی تصویر پوجتا ہے وہ یقینًا مشرک ہے۔ اور شرک کرتا ہے۔ اور تصویروں کے بنانیکو مرزا صاحب سخت اور گندی بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ یہاں کچھ ایسے کارڈ آئے تھے جنپر آپ کی تصویر تھی تو آپ نے فرمایا کہ ان سب کو جلا دو۔

نیز یہ بات بھی بالکل جھوٹ ہے کہ ہر ایک مرزائی کے پاس مرزا صاحب کی تصویر ہوتی ہے۔ میرے پاس ہی کوئی نہیں۔ جو احمدی تصویر رکھتا ہے وہ مرزا صاحب کے بالکل خلاف کرتا ہے۔

مرزا تصویر کی پرستش کرانیکو دنیا میں نہیں آیا۔ فقط

نور الدین

حق برزبان جاری

مجھے عمومًا شکایت ہے کہ ہمارے مخالف مخالفت اور عداوت کے تاریک غار سے کچھ ایسے شوریدہ سر ہو جاتے ہیں کہ وہ سلسلہ عالیہ کی خوبیوں کا اظہار کرنا گناہ سمجھتے ہیں اور جہاں تک ان سے ہو سکتا ہے وہ اسے غلط معنوں میں پیش کرتے ہیں۔ تاہم خوشی کی بات ہے کہ دنیا حق گو لوگوں سے خالی نہیں۔ المصباح کا ایک عمدہ علمی رسالہ ہے جو ریاست جاؤرہ ملک مالوہ سے شائع ہوتا ہے۔ اسکے ناظرین میں سے کوئی ایک ایڈیٹر رسالہ مذکور سے سوال کرتا ہے کہ

کیا آپ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید ہیں

اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب نے نہایت صاف گوئی سے کام لیا ہے یعنے جو کچھ انکا عقیدہ تھا اسکے ظاہر کرنے میں کسی ملامت کی پروا نہیں کی چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

" نہ صرف اسوجہ سے کہ میں مسلمان والدین کے یہاں پیدا ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ مجھے اپنے مذہب سے محبت ہے میں مسلمان ہوں مگر میں مذہب کو ایک بحر زخار سمجھتا ہوں جس میں غلاظت بھی پڑ کر پاک ہو جاتی ہے جس اسلام کا میں پیرو ہوں وہ ایک تنگ اور پایاب پانی کا گڑھا نہیں۔ جو نہ طاہر ہو نہ مطہر ہر شخص خود کو راستی پر سمجھتا ہے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بھی خود کو راستی پر سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ وہ خود اور ان کے بہت سے مریدین اسلام پر جو حملے ہوتے ہیں انکا بہت کامیابی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ میں ان سب کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ مگر نہ ان کی جماعت میں شامل ہوں نہ انکے دعاوی پر ایمان لایا ہوں"

اس رائے پر مزید ریمارک کی حاجت نہیں میری غرض اس اقتباس سے صرف اتنی ہے کہ وہ لوگ جو اس سلسلہ میں شامل نہیں لیکن انصاف پسند طبیعت رکھتے ہیں صاف طور پر اقرار کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ کیا کر رہا ہے۔ باایں ہمہ تنگ دل مخالف ہمیں کہتے ہیں کہ ہم اسلام کو بدنام کر رہے ہیں؟

اگر خدمت اسلام کا نام مخالفت اسلام اور کفر ہے تو بہر سخن رکھو۔
کر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور محال عقلی

رسالہ خطاب الملیح میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ جسم عنصری کا آسمان پر جانا محال عقلی نہیں۔ محال عادی کو تو اونہوں نے خود تسلیم کیا ہے۔ محال شرعی اور محال عقلی کے لئے فرماتے ہیں کہ دلیل لانا چاہئے۔ ایسا لکھنا اونکی قلت تدبر اور ناواقفیت پر دال ہے۔ اگر اونہوں نے ہمارے سلسلہ کی کتابیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تصانیف کا اکثر حصہ دیکھا ہوتا تو شاید دلیل نہ مانگتے رہیں ناظرین الحکم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ خطاب الملیح پر ایک مفصل ریویو لکھکر پیش کرونگا چنانچہ لفظ قم کی بحث ۳۰ اپریل کے الحکم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اسیطرح اسوقت محال عقلی کی نسبت کچھہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں اور ایسے ہی انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک کرکے مولوی اشرف علی صاحب کے مغالطوں کی تمام حقیقت کھولدی جائیگی وہ فرماتے ہیں "کونسی دلیل عقلی نے اسکی نفی کی ہے؟ کونسی دلیل شرعی اس کا انکار کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہو سکیگی" افسوس ہے کہ آجکل ایسے لیسے محدود قابلیت کے شخصوں کو بھی ہمارے ہموطن بھائیوں نے اپنا مقتدا و پیشوا اور عالم متبحر سمجھہ رکھا ہے۔ اگر قرآن پاک کی صرف ایک آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کے معنی اور شان نزول سے واقفیت ہوتی تو ایسی دلیری کے ساتھہ دلیل شرعی کا مطالبہ نہ کیا جاتا ہماری جماعت کے بچے بھی اس جسم خاکی کے رفع الی السماء کا شرعاً محال ہونا ثابت کر سکتے ہیں اسوقت یہی جی چاہتا ہے کہ محال عقلی کے متعلق کچھہ عرض کیا جائے کیونکہ مولویصاحب نے کسی تیز چیز مثل آگ کے اندر سے بار بار انگلی نکالنے اور صدمہ نہ پہونچنے کی قابل مضحکہ دلیل بڑے ناز کے ساتھہ تصنیف فرماکر تحریر کی ہے اور لکھا ہے کہ "فلسفہ میں یہ طے ہو چکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں" مجھکو مولوی اشرف علی صاحب کی قابلیت پر رحم آتا ہے کہ وہ خود تو فلسفہ سے قطعی ناآشنا معلوم ہوتے ہیں اور دیدہ دلیری کے ساتھہ لکھتے ہیں کہ فلسفہ میں سرعت حرکت کی کوئی حد نہیں جس سے وہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ مجسمات کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت نہیں اگر حرکت مجسمات کے لئے زمانہ کا لزوم مانا جائے تو مولویصاحب کے استدلال کا شیرازہ پریشان ہوا جاتا ہے۔ خیر یہ تو نہایت سطحی خیال لوگوں کی سی باتیں ہیں اور جو لوگ علم حرکت سے واقفیت رکھتے ہیں وہ سمجھہ سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کی بات ہے۔ کیونکہ کسی جسم کی حرکت خالی فضا میں فرض نہیں کی جاسکتی جبکہ خالی فضا کا ہی وجود نہیں بلکہ حرکت کے معنے (بحیثیت وقوع نہ بحیثیت فرض) ہیں ایک جسم کا دوسرے جسم کو ہٹاکر اوسکی جگہ لینا نہ یہ کہ ایک جسم کا دوسری خالی جگہ لینا اور اسکے لئے وقت کا لزوم ثابت کرنا آسان بلکہ ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں بفرض محال مولوی صاحب کے اس استدلال کو تسلیم بھی کرلیا جائے تو ادن کا کام تب بھی نہیں چلتا اور عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری پھر بھی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اب کسیقدر ضروری تفصیل کے ساتھہ جسم عنصری کے آسمان پر جانے کا محال عقلی ہونا بیان کیا جاتا ہے مولوی اشرف علی صاحب کے لئے بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اس مضمون کی تردید اور اپنے خطاب الملیح کے فقرات کی تائید میں اپنی فلسفہ دانی کا اظہار فرمائیں۔ اے مغرور مخالفو! ادھر دیکھو!! خدا تعالیٰ فرماتا ہے ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔ اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے زمین میں ایک ایسی کشش رکھدی ہے کہ وہ مجسمات کو اپنی ہی طرف کھینچتی ہے کشش زمین جسکے تحقیق و معلوم کرنے کا فخر علماء یورپ نیوٹن کو دے رہے ہیں میں کہتا ہوں قرآن شریف میں نہایت کامل اور جامع طریقہ سے مذکور ہے مگر اسوقت میرا منشاء صرف اسی قدر ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے متعلق مخالفین کی فلسفہ دانی کا اندازہ کیا جائے قرآن فہمی و تفسیر دانی دوسرے وقت دیکھی جائیگی۔ (اور ان حاملان اسفار کی قرآن فہمی تو عرصہ سے ہماری جماعت دیکھہ رہی ہے)۔ کشش زمین جس سے زمین اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے اوس کے مرکز پر منتہی ہوتی ہے مکانوں اور دیواروں کا قایم رہنا۔ پانی کا نشیب کی طرف بہنا لوہے کا پانی میں ڈوب جانا اور لکڑی کا پانی پر تیرنا۔ ہوا میں طبقات کا ہونا اور ہر زیرین طبقہ کا بالائی طبقہ سے زیادہ کثیف ہونا۔ بیلون میں بیٹھکر آدمی کا ہوا میں اڑنا اور پھر اتر آنا (اس موقع پر جاہل اور جامد طبع لوگ کہینگے اسیطرح حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا ممکن ہے مگر ایسے سخت جاہل کو میں اپنا مخاطب نہیں بناتا) زلزلہ سے مکانات کا گرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب کشش زمین کے کرشمے ہیں فرض کرو مثلاً میرے جسم کا وزن ڈیڑھ من اور مولوی اشرف علی کے جسم کا وزن دو من ہے۔ یہ بھی کشش زمین ہی کا نتیجہ ہے اگر کشش زمین نہ ہوتی تو میرے اور مولویصاحب کے وزن میں فرق نہ ہوتا۔ کشش زمین ہی کے باعث ہوا میں طبقات پیدا ہوئے ہیں اور انسان ہوا کے زیرین طبقہ میں (جو سطح زمین سے متصل ہے) پیدا ہوئے اور زندگی بسر کرنے کے لئے ہے۔ بواسطے ہوا کے لطیف طبقہ میں پہونچکر (جہان ہوا کا دباؤ بہت کم ہو جاتا ہے) وہ زندہ نہیں رہسکتا۔ ہوا کا دباؤ کم ہو جانیکے باعث صرف چند ہزار فٹ بلندی پر جانے سے ہی پھیپھڑہ پر مضر اثر ہوتا ہے چنانچہ جسقدر عرصہ میں ہم سطح زمین پر ایکمرتبہ سانس لیتے ہیں اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) فٹ بلندی پر پہونچکر اوتنی دیر میں دو بار سانس لینا پڑتا ہے اسکے بعد اسیطرح دماغ پھر دل بیکار ہو جاتا ہے نہ عقل قایم رہسکتی ہے نہ ہوش۔ اسوقت تک پہاڑوں پر کوئی شخص چوبیس ہزار (۲۴۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر نہیں چڑھ سکا اور بیلون میں بیٹھکر سینتیس ہزار (۳۷۰۰۰) فٹ سے زیادہ بلندی پر کوئی نہیں جاسکا حرارت آفتاب بوجہ ہوا کی کثافت کے قایم رہتی ہے جسقدر ہوا میں اجزائے کثیفہ کم ہونگے حرارت کم ظاہر ہوگی۔ ہوا کے اجزائے کثیفہ طبقات زیرین میں بتدریج زیادہ اور بالائی طبقات میں اسیطرح کم ہوتے گئے ہیں۔ چنانچہ زمین کے نافہ جارہ پر بھی صرف پندرہ ہزار (۱۵۰۰۰) فٹ بلندی پر پانی برف بن جاتا ہے جسکو طبقہ زمہریر کہا جاتا ہے اور اس طبقہ کی سردی اوپر کو بتدریج زیادہ ہوتی گئی ہے۔ اسی طبقہ یعنی طبقہ زمہریر کے سب سے زیرین خط (اسجگہ خط سے مراد سطح ہے) یا سب سے گرم خط کو خط دائم الثلج کہتے ہیں۔ اجزائے مائیہ یعنی بخارات کا اس خط سے اوپر پہونچنا غیر ممکن ہے۔ اگر کوئی شخص زیادہ تیزی سے طبقہ زمہریر کو طے کرنا چاہے گا تو اسی قدر زیادہ عجلت اور سختی سے اوسپر ہلاکت کا اثر ہوگا۔ اگر کوئی جسم مثلاً لکڑی یا پتھر وغیرہ زمین سے جدا ہو کر آسمان کیطرف جانا چاہے یا یوں سمجھئے کہ بیلون میں صرف ایک پتھر باندھکر یا خالی بیلون کو آسمان کیطرف جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو جب تک اوس کے اندر کی ہوا گرم اور بیرونی ہوا سے ہلکی ہے اوسوقت تک بیلون اونچا ہوتا جائیگا مگر پھر ایک خاص بلندی تک پہونچکر ہوا کا وہ طبقہ آئیگا کہ جہان کی ہوا خود اسقدر ہلکی ہے کہ اوس سے زیادہ ہوا کا ہلکا کرنا یا کوئی ایسا ہی ہلکا جسم (جو زمین پر دستیاب ہو سکے) فرض کرنا غیر ممکن ہے۔ اوس طبقہ تک نہ بیلون جاسکتا ہے نہ لکڑی نہ اور کچھہ بلکہ لکڑی کرچ وغیرہ اجسام ریزہ ریزہ ہو کر غبار کی شکل میں زمین کیطرف آئینگے۔ اب اگر لکڑی پتھر وغیرہ کو چھوڑکر حضرت انسان کے صعود کو دیکھیں تو یہ بیچارے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) فٹ بلندی تک بھی نہیں جاسکتے اول تو تنفس ہی دشوار ہوگا۔ آگے چلکر دماغ بیکار۔ اوس سے آگے چلکر جسم کی کھال شق ہونی شروع ہوگی اور جسم مشک یا کپے کیطرح پھول کر پاش پاش ہو جائیگا۔ پھر گوشت۔ پوست اور ہڈیاں وغیرہ سب غبار ہو کر اڑ جائینگے یا کم سے کم کوئی چیز بھی حالت اصلی پر تو ہرگز نہ رہیگی اور یہ سارے مراحل زمین سے ہزار دو ہزار کوس بلند ہونے پر نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ دس پندرہ کوس یا اسی کے قریب کسیقدر کم یا زیادہ بلندی پر طے ہو جائینگے اور ان سب واقعات کے لئے وقت یا زمانہ کی بس اوسی قدر ضرورت ہے جسقدر کہ اسی طرح مولوی اشرف علی صاحب اجسام کی حرکت کے لئے زمانہ کی ضرورت تسلیم کریں۔ ابھی یہ سوال بھی باقی ہے کہ کشش زمین کا مضبوط رسا جو ہر جسم کی گردن میں پڑا ہے یا ٹانگ سے بندھا ہے وہ کسطرح کسی جسم یا کسی انسان یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جانے دیگا۔ اور پھر کشش زمین ہی نہیں نیر اعظم کی کشش (جسنے زمین جیسے بڑے سیارے کو بھی اپنی طرف کھینچ رکھا ہے) کا بھی مقابلہ کرنا پڑیگا کیونکہ اس نظام شمسی کا مرکز آفتاب ہے۔ حضرت عیسیٰ اگر کشش زمین کی حد سے باہر چلے بھی گئے تو راستہ میں اگر کوئی دوسرا سیارہ قریب ہوا تو وہ نوچ کھینچے گا ورنہ آفتاب اپنی طرف کشش کریگا اور ظاہر ہے کہ آفتاب پر روئے زمین کا کوئی ذی روح زندہ نہیں رہسکتا۔ آفتاب تو آفتاب زہرہ اور عطارد میں بھی بوجہ قرب آفتاب اسقدر حرارت ہے کہ یہاں کے ذی روح کا ان سیاروں میں زندہ رہنا غیر ممکن ہے۔ علاوہ ازیں زمین گول ہے اور اسکا متحرک بہ حرکت محوری و دولابی ہونا خود اسکے نام ارض سے ثابت ہے (کیونکہ زبان عرب میں ارض اوس کیڑے کو کہتے ہیں جسکا نام ہندی میں گھن ہے اور جو لکڑی کے کاٹنے کی حرکت سے ایک دم کے لئے بھی ساکن نہیں ہوتا اسیطرح زمین کی حرکت میں بھی کبھی سکون نہیں) پس جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کو اپنے جانب تحت چھوڑکر آسمان کی طرف یعنی اپنے جانب فوق صعود فرما ہوئے ہونگے تو بارہ گھنٹے کے بعد ملک شام (جہاں سے اونکا آسمان پر اٹھایا جانا ہے) کے آدمیوں کے جانب تحت یعنی نیچے ہونگے۔ سر کے جانب کی سمت فوق اور قدم کے جانب کا تحت کہلاتی ہے اور زمین مدور و متحرک ہی اسلئے زمین والے فوق و تحت کی کوئی حقیقی سمت قایم ہی نہیں کر سکتے اور آسمان کے کسی مقام یا کسی سیارے وغیرہ کو اوپر یا نیچے کہہ ہی نہیں سکتے۔ اگر فلسفہ قدیم کی موافق آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن مانا جائے تب بھی بجنسہ یہی اعتراض وارد ہوتا ہے اس موقع پر یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ بحث جسم کی ہے اور جسم کے لئے ہی اس قسم کی فوق و تحت وغیرہ جوانب کی ضرورت ہے باقی امور روحانیات یعنی رفع روحانی وغیرہ کے لئے فوق و تحت وغیرہ جوانب کا تعلق

اور قرآن کریم کے تمام اس قسم کے الفاظ بالکل ثابت شدہ تحقیقیں ہیں اسجگہ چونکہ صرف زمینی جسم سے بحث ہے۔ اسلئے زمینی جوانب کا تذکرہ کیا گیا نہ کہ فوق و تحت سے قطعی انکار۔ جواب الجواب میں اگر ضرورت پڑی تو تشریح کر دیجائیگی۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر حضرت عیسیٰ کا آسمان پر پہنچ جانا بھی مان لیں (حالانکہ محال ثابت ہو چکا ہے) تو ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑیگا کہ وہاں **کاربن - ہائیڈروجن نائیٹروجن** اور آکسیجن سے مرکب جسم کی پرورش کے لئے ضروری غذائیں اون کو پہنچائی جاتی ہوں اور پیشاب یا خانہ وغیرہ کی ضرورتیں وہ رفع کرتے ہوں اور بڑھاپے کی روک کے لئے **فاسفورس** البسٹر محلل یا اسی قسم کی دوائیاں استعمال کرتے ہوں بلکہ پھر بھی بڑھاپا ضرور آ گیا ہوا اور عرصہ دراز سے وہ الیٰ ارذل العمر [illegible] بعد علم شیئا کے درجہ میں پہنچے ہوئے ہوں وغیرہ وغیرہ اور اگر اون کے اس جسم کو ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے تو ضرور کوئی دوسری قسم کا دوسرا جسم ہے جسکو عنصری خاکی جسم کیطرح نہیں کہا جا سکتا اور جب عنصری خاکی جسم ہی نہیں تو مقصود اصلی جسکو ثابت کرنا تھا حاصل ہو گیا۔

علاوہ ازیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر پہونچا ہوا خیال کر لیں تو بموجب توجیہ مولوی اشرف علی صاحب یہ ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو طبقہ زمہریر وغیرہ میں سے اسقدر سرعت کے ساتھ لیگئے ہیں کہ جس سرعت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اسقدر عظیم الشان فاصلہ چشم زدن میں طے ہوا ہے تب ہی تو بقول مولوی اشرف علی تاثیرات طبقہ زمہریر وغیرہ سے محفوظ رہ سکتے ہیں لیکن یہاں بھی اعتراضات پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ یکایک تغیر ٹمپریچر موجب امراض شدیدہ ہوتا ہے چنانچہ حمام کے گرم درجہ سے یکلخت سردی میں آنا باعث بیماری اور موجب ہلاکت ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو یکلخت اسقدر عظیم الشان تغیر ٹمپریچر نے کیسے زندہ رہنے دیا۔ پھر یہ کہ جن لوگوں کو برسات میں جھولا جھولنے اور پینگ بڑھانے کا اتفاق ہوا ہے وہ باسانی اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ نیچے سے اوپر کو جانا اسقدر ناگوار نہیں معلوم ہوتا مگر اوپر سے نیچے کی جانب آنے میں دوران خون میں ایک عجیب انقلاب عظیم پیدا ہوتا ہے اور اوس تنزل کی رفتار ذرا تیز ہونے سے آدمی اسطرح مر جاتا ہے جسطرح برقی قوت سے امریکہ میں اکثر واجب القتل مجرم ہلاک کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسی مثالیں بکثرت دستیاب ہو سکتی ہیں کہ بلند مکانوں اور درختوں پر سے گرنے والے آدمی بعض اوقات زمین تک پہونچنے سے پہلے راستہ ہی میں مر جاتے ہیں اور زمین پر مردہ گرتے ہیں۔ (اسکا تفصیلی بیان اور ایسا ہونے کے وجوہات آئندہ ظاہر کر دیئے جائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ) حضرت عیسیٰ جو آسمان سے زمین تک اسقدر دور دراز فاصلہ اوپر سے نیچے کیجانب آنے میں نہایت سرعت کیساتھ طے کرینگے تو اون کا کیا حال ہوگا؟ میں نہایت خوش ہونگا کہ مولوی اشرف علی صاحب کے طرفداروں میں سے کوئی صاحب (جو ہیئت و طبقات و علم الہوا و علم الحرارت وغیرہ سے واقف اور قدیم و جدید فلسفہ کے اختلافات سے آگاہ ہوں) اس محال عقلی کے متعلق کوئی مضمون لکھیں اور بیچارے مولوی اشرف علی صاحب کی بات رکھ لیں جنہوں نے یہ تحدی کی ہے کہ قیامت تک اس کے خلاف دلیل قائم نہ ہو سکیگی اور پھر مجھکو بھی موقع دیں (یعنی جس اخبار میں اونکا مضمون شائع ہو وہ اخبار میرے پاس بھی بھجوا دیں) کہ میں ان علوم عقلی سے اوس محال عقلی کو جانچوں۔ مگر شرط یہی ہے کہ اس جسم عنصری خاکی سے بحث ہو اور خلط مبحث نہ کیا جائے۔

والسلام

راقم

خاکسار اکبر شاہ خان اکبر احمدی نجیب آبادی

جناب مرزا غلام احمد صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب

جن لوگوں نے ذکر الحکیم نمبر ۲ کو پڑھا ہے۔ وہ ضرور ان نتائج پر پہنچ گئے ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نجات اخروی کو نبوت محمدی کی اتباع میں محدود نہیں سمجھتے وہ اپنے آپکو اپنے چند تازہ الہامات کے رو سے مصلح و امام وقت خیال کرتے ہیں۔ اور ہر دو امور مذکرہ بالا کی بنا پر اون کے دل میں حضرت مرزا صاحب کی مخالفت بھی پیدا ہوگئی ہے۔

امر اوّل سے اون کی مراد یہ ہے کہ نجات کے لئے اتباع اسلام میں کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر ایک مذہب کا پیرو اپنی نیکیوں کے ذریعہ سے اسی طرح نجات پا سکتا ہے جس طرح اہل اسلام یعنے کسی نبی کی اطاعت پر نجات منحصر نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال علاوہ صریح مخالفت قرآن کے عقلی دلائل کے رو سے جیسا بودا اور کمزور ہے۔ اوس کے بیان کی ضرورت نہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ مرزا صاحب کا کوئی سخت مخالف مسلمان بھی اس لغو عقیدہ میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ اتفاق کرے گا۔ مرزا صاحب کے ایک سخت مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری نے تو صاف لکھدیا ہے کہ اس مسئلہ میں مرزا صاحب ہی حق پر ہیں۔

امر دوم کے متعلق بھی ڈاکٹر صاحب کو سخت ٹھوکر لگی ہے کیونکہ جب ان کی امامت کے علامات موجود نہیں تو ایسا عقلمند کون ہے کہ انہیں مصلح اسلام تسلیم کر لے۔ اس امر میں ڈاکٹر صاحب کی عبرت کے لئے چراغ الدین ساکن جموں اور اسکے بیٹوں کی ہلاکت کا تازہ واقعہ کچھ کم نہ تھا۔ جس نے ڈاکٹر صاحب کی طرح اپنے خوابوں یا الہاموں سے دھوکہ کھا کر اسی قسم کی رسالت کا دعوے کیا اور مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہم مذہبی مصالحت اور اتحاد کی کوشش کی۔ اور اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کی نسبت اپنی تصانیف میں نہایت مکروہ اور ہتک آمیز کلمات درج کئے اور پھر خود بخود اپنی صداقت پر بھروسہ کر کے مرزا صاحب کے خلاف مباہلہ کے رنگ میں دعا بھی کی جس کا نتیجہ ۴ - اپریل ۱۹۰۶ء تک جو کچھ ہوا وہ ناظرین اخبارات سے مخفی نہ ہوگا۔ اور اس واقعہ کا ظہور بعینہ اوسی طرح ہوا۔ جسطرح حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر بہت عرصہ پہلے دافع البلاء میں مشتہر کیا تھا۔

امر سوم جو ہر دو پہلے عقائد کی تبعیت سے پیدا ہوا ہے۔ یہ ہے کہ جب حضرت مرزا صاحب کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نجات کے لئے نبوت محمدیؐ کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتے۔ اور اپنے آپ کو خدا کی طرف سے بشیر و نذیر خیال کرتے ہیں۔ اور اسی کے ضمن میں مجھے بھی (مرزا صاحب کو) کاذب خیال کرنے پر مجبور ہیں۔ تو انہوں نے ڈاکٹر صاحب کو بذریعہ ایک اعلان مندرجہ الحکم و بدر کے اپنی جماعت سے خارج کر دیا جس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں۔

" اگر یہ باتیں سچ ہیں (یعنے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے خیال کیا ہے) تو میں اوس کیڑے سے بھی بدتر ہوں۔ جو نجاست سے پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں کرتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا . . . . . اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں۔ اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں۔ اھ "

ہاں اگر کوئی ناواقف ڈاکٹر صاحب کے ارتداد سے کذب سلسلہ احمدیہ کا استدلال کرے تو یہ اس کی عدم واقفیت کا قصور ہے۔ کیونکہ قرآن شریف اور کتب حدیث وغیرہ سے صاف عیاں ہے کہ ایک قدیم سنت اللہ ہے جس سے کوئی سلسلہ حقّہ مستثنےٰ نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے واقعات سے کسی مذہب کا کذب لازم آتا ہے قرآن مجید کی کئی آیات میں سے ایک یہ غور کے لائق ہے یا ایہا الذین آمنو من یرتد منکم عن دینہ اھ" جسکا ماحصل یہ ہے کئی بدقسمت لوگ آنحضرتؐ پر ایمان لا کر مرتد ہو گئے تھے حضرت ابوبکر کا پہلا مقابلہ مرتدین اسلام کے ساتھ ہوا تھا مسیلمہ وغیرہ بھی ایمان لا کر دست بردار ہوئے تھے کئی لاکھ مسلمان آجتک مرتد ہو کر عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ جیکل دھرم پال اور اسکے کئی امثال خلعت ارتداد پہنا چکے ہیں وغیرہ نے حضرت مسیح کے مقابلہ میں کیا کیا تھا۔ بلعم نے حضرت موسیٰ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا غرض جب ایسی ایسی لوگوں کے ہونیسے نہ تو اسلام جھوٹا ٹھیرا۔ اور نہ اسکا کچھ بگڑا سلو اب ایک ڈاکٹر صاحب کے ایک دن میں بگڑ جانے سے اسلام عموماً یا سلسلہ احمدیہ خصوصاً کس طرح تباہ ہو سکتا ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ڈاکٹر صاحب کے تغیر خیالات کے پہلے یا بعد ایک دو اور شخص بھی سلسلۂ احمدیہ سے دست کش ہوئے ہیں سو واضح ہو کہ ایسے لوگ عوام کالانعام میں داخل ہیں۔ جن کا مرید یا مرتد ہونا برابر ہے۔ مثلاً ان میں سے ایک شخص فادر بخش جسکے نام کے ساتھ دانستہ یا نادانستہ مولوی کا لقب بڑھایا گیا تھا۔ چنانچہ ان کی مولویت ان کے بیان مندرجہ پیسہ اخبار سے آشکارا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے فلان احمدی کی ترغیب سے مرزا صاحب کی بیعت کی تھی اگویا انہیں باوجود مولوی ہونے کے خود حق و باطل کی شناخت نہ تھی۔ ورنہ آخر کار وہ ایک غیر احمدی کی تحریک سے فسخ بیعت نکرتے) بعینہ اسی رنگ کا واقعہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہوا تھا یعنی ایک شخص نے جو آنحضرتؐ پر ایمان لا چکا تھا۔ بعض نادان دوستوں کی تحریک سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کر کے اپنی بیعت واپس لی تھی۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ عوام تو درکنار خواص کا ارتداد بھی کسی سلسلہ حقہ کو نقصان نہیں پہونچا سکتا علاوہ بریں ڈاکٹر صاحب کی تحریرات کے متعلق چند باتیں دریافت طلب بھی ہیں۔ جنہیں امید ہے وہ حل کر دیں گے۔

ا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر میں کسی جگہ تو مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کہا ہے اور کہیں سخت مخالفانہ رنگ میں ذکر کیا ہے۔ اس تناقض سے کیا مراد ہے۔

ب۔ جن غیر احمدی لوگوں نے ڈاکٹر صاحب کی سابقہ معقول اور مدلل تحریروں کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے موجودہ الٹے عقائد کی صداقت کا انہیں کیونکر یقین دلا سکتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ شاید ڈاکٹر صاحب کل ان خیالات پر بھی قایم نہ رہیں۔

ج۔ مرزا صاحب کی تائید میں قبل ازیں جو کچھ ڈاکٹر صاحب نے لکھا ہے۔ قرآنی عقلی اور الہامی دلائل کی بنا پر لکھا ہے۔ اب مرزا صاحب کی مخالفت میں بھی وہ آیات یا الہامات سے ہی استدلال کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ آجکل ان آیات کے معانی کیونکر بدل گئے ہیں یا ان کا پہلا الہام کہ غیر الاخذا کوئی اور تھا۔ اور اسوقت کوئی اور ہے اور اگر ڈاکٹر صاحب فرما دیں کہ پہلے ہم غلطی پر تھے تو اب انکے حق پر ہونیکا کیا ثبوت ہے۔

د۔ اسی رسالہ میں ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک پرانا خواب درج کیا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ انہیں بتلایا گیا کہ اگر فلان شخص حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائیگا۔ تو وہ طاعون سے ہلاک ہو جائیگا۔ پھر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ انہوں نے وہ خواب شخص مذکور کے کسی رشتہ دار کو بھی سنا دیا۔ اور آخر کار وہ شخص جسکی ہلاکت کے متعلق انہیں خبر دیگئی تھی کچھ عرصہ کے بعد طاعون سے مر گیا۔ باوجودیکہ وہ ایک کشادہ ہوادار

نہیں شیوہ میرا اسرگز کبھی ہرزہ درائی کا	نوائے دلکش تحقیق حق ہر دم میں گلتون	خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل	تیری ہی آ... بی پریس پہ بیٹھا لگا ناہون